20
36635

بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی
دامت برکاتہم

اسلامی نظام کی تنفیذ اور جمہوری عمل

کی

بنیادی نکتے ملک کی چار اہم سیاسی جماعتوں کا اتحاد کیلئے مشترکہ اعلانیہ

صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیے

۲ اور ۹ ستمبر ۱۹۸۳ء | شمارہ ۳۵ - ۳۶ | ۲۳ اور ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

قیمت
۲/- روپے

شیرانوالہ لاہور میں چار جماعتوں کے راہنماؤں کا اہم اجلاس

اسلامی نظام اور جمہوری عمل کے لئے ہم خیال جماعتوں سے اتحاد کی اپیل

ملک کی چار اہم سیاسی جماعتوں کے سرکردہ راہنماؤں کا ایک مشترکہ اجلاس آج مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبید اللہ انور کی زیر صدارت منعقد ہوا جو کم و بیش دو گھنٹے جاری رہا۔ اجلاس میں پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل جناب ایس۔ ایم۔ ظفر، جماعت اسلامی کے سربراہ میاں طفیل محمد، سیکرٹری جنرل قاضی حسین احمد اور اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل محمد اسلم سلیمی، خاکسار تحریک کے سربراہ خان محمد اشرف خان اور امیر حبیب اللہ سعدی اور جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں مولانا محمد اجمل خان، مولانا زاہد الراشدی، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا حمید الرحمٰن عباسی اور مولانا عبد الرحمٰن قاسمی نے شرکت کی۔ اجلاس میں ملک کی موجودہ صورتحال اور ہم خیال سیاسی جماعتوں کے درمیان تعاون و اشتراک کا جائزہ لیا گیا اور اسلامی نظام اور جمہوری عمل پر یقین رکھنے والی سیاسی جماعتوں کے درمیان تعاون و اشتراک کی ضرورت کے ساتھ اصولی طور پر اتفاق کا اظہار کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ اجلاس میں شریک راہنما اپنی اپنی جماعتوں کی مجالس عاملہ سے رابطہ قائم کریں اور ان جماعتوں سے بھی رابطہ قائم کیا جائے جو ان مقاصد سے متفق ہیں لیکن کسی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکیں۔

اجلاس میں طے پایا کہ رابطہ کا یہ عمل جلد مکمل کر کے دوبارہ نمائندہ اجلاس طلب کیا جائے گا جس میں باہمی اتحاد و تعاون کے عمل کو آخری شکل دی جائے گی۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے ملک کی موجودہ صورتحال پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ چھ سال سے مسلسل مارشل لاء نافذ ہے، عوامی حقوق معطل اور شہری آزادیاں سلب ہیں۔ اظہار رائے کے تمام راستے مسدود ہیں اور چھ سال کے طویل انتظار کے بعد ملک میں نمائندہ حکومت کی تشکیل کے لیے جو سیاسی ڈھانچہ پیش کیا گیا ہے وہ مبہم ہے۔ اس میں انتخابات کے لیے کوئی واضح شیڈول نہیں دیا گیا، سیاسی جماعتوں کے کردار کا کوئی ذکر نہیں ہے اور انتخابات کے لیے اٹھارہ ماہ کی طویل مدت رکھی گئی ہے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ انہی وجوہ کی بنا پر تخریبی عناصر کو ریشہ دوانیوں کا موقع ملا ہے اور آئندہ بھی مل سکتا ہے؛ اس لیے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت فوری اقدام کے طور پر سیاسی جماعتوں پر سے پابندی ہٹا کر سیاسی عمل کو بحال کیا جائے اور قومی اسمبلی کے انتخابات مارچ تک منعقد کرانے کے لیے واضح شیڈول کا اعلان کیا جائے۔ یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ صرف اسی صورت میں قوم کا اعتماد بحال کیا جا سکتا ہے، چھوٹے صوبوں میں بڑھتے ہوئے احساس محرومی کا مداوا کیا جا سکتا ہے اور اندرونی و بیرونی تخریبی قوتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اجلاس کے شرکاء پاکستان کے بنیادی نظریہ اور سیاسی عمل کی بحالی سے اتفاق رکھنے والی جماعتوں کے درمیان اشتراک و تعاون کی ضرورت سے اتفاق کرتے ہیں اور تمام ہم خیال جماعتوں کے قائدین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ وقت کی اس اہم ضرورت کا احساس کرتے ہوئے باہمی اتحاد و اشتراک کی طرف عملی پیشرفت کریں۔

اجلاس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہم دوسری ہم خیال جماعتوں کے ساتھ رابطہ قائم کریں گے اور اجلاس میں شریک جماعتوں کے قائدین اپنی جماعتوں کی مجالس عاملہ سے صلاح مشورہ کریں گے اور اس کے بعد بہت جلد نمائندہ اجلاس طلب کیا جائے گا، جس میں باہمی تعاون و اشتراک کا عملی پروگرام طے کیا جائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں توقع ہے کہ آئندہ ماہ (باقی ص۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفتابِ علم و عرفاں
علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم دیوبند اور اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے سابق شیخ التفسیر اور ریاست قلات کے سابق وزیر معارف حضرت علامہ شمس الحق افغانی طویل علالت کے بعد گذشتہ دنوں اپنے آبائی گاؤں اتمان زئی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ افغانی رحؒ کا شمار برصغیر کے سرکردہ علماء، دیوبندی مکتب فکر کے اکابر اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے ممتاز ماہرین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے طویل عرصہ تک دینی علوم کی ترویج و اشاعت اور تدریس و تعلیم کی مسلسل خدمت کی اور تحریر و تقریر کے ذریعہ قرآن و سنت کے علوم و معارف کو پھیلایا۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت علامہ افغانی رحؒ کی وفات ولی اللّٰہی تحریک اور علماء دیوبند کے حلقے کا بہت بڑا علمی نقصان ہے اور اس نقصان کا احساس اس وقت اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے جب یہ نقشہ سامنے آتا ہے کہ اہل علم ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں اور نوجوان علماء میں نہ علم و مطالعہ کا وہ ذوق ہے اور نہ اکابر و اسلاف کی روایات کی پاسداری کا جذبہ اور اس لحاظ سے یہ دور بلاشبہ علم کے خاتمہ کا دور بنتا جا رہا ہے۔

علامہ افغانیؒ کے علمی کارناموں میں سب سے اہم کارنامہ اُن کی وہ علمی خدمات ہیں جو انہوں نے ریاست قلات کے وزیر معارف کی حیثیت سے اسلامی قوانین کو موجودہ تقاضوں کی روشنی میں مرتب و مدون کرتے ہوئے سرانجام دیں اور اسلامی نظامِ عدالت کا عملی نقشہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دیوانی شعبہ میں اسلامی قوانین کو وضع وار مرتب کر کے کتابی شکل میں پیش کیا۔

آج اسلامی قوانین کی ترتیب اور اسلامی نظام عدالت کی تشکیل کے لیے کسی بھی کوشش و محنت میں علامہ افغانی رحمہ اللہ تعالےٰ کی یہ علمی کاوش بنیاد اور سنگِ اوّل کی حیثیت رکھتی ہے اور متعلقہ

بیاد حضرت مولانا مفتی محمودؒ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۶ شمارہ ۳۵، ۳۶
جمعۃ المبارک ۲۳ اور ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر
زاہد بلند شہری

بدل اشتراک
سالانہ : ۸۰ روپے
ششماہی : ۴۰ روپے
سہ ماہی : ۲۰ روپے

قیمت فی پرچہ ۲ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

شعبوں کے علماء اس سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔

علامہ افغانی مرحوم زندگی کے آخری دور میں علالت، ضعف اور نقاہت کے باوجود اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن کے طور پر علمی راہ نمائی کی خدمات سرانجام دیتے رہے اور بالآخر اپنے خوشہ چینوں کو تشنہ کام چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا قاضی سعد اللہ

حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے قبل ان کے ایک رفیق اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور بلوچستان کی معتمد علمی شخصیت مولانا قاضی سعد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارتحال کا سانحہ بھی علمی و دینی حلقوں کے لیے بے حد رنج و الم کا باعث بنا ہے۔ مرحوم بلاشبہ اُن شخصیات میں شمار ہوتے تھے جن کے علم و مطالعہ کو سند سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے قلات میں قاضی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں اور وہ ان معدودے چند علماء میں سے تھے جو قضاء و عدالت کے اسلامی نظام کے ساتھ ساتھ موجودہ عدالتی تقاضوں سے بھی آگاہ ہیں۔

آج کے دور میں مرحوم کی علمی و دینی خدمات کی ضرورت پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی تھی مگر اللہ رب العزت کی حکمت سب پر غالب ہے۔

مولانا قاضی سعد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات یقیناً علمی حلقوں کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ تعالیٰ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جانباز بھی گذشتہ دنوں سمندری ضلع فیصل آباد میں چل بسے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا تعلق اس قافلۂ حق و صداقت سے تھا جس نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں برصغیر کی آزادی اور تحفظ ختم نبوت کی تحریکات میں نمایاں حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور خوف و لالچ سے بے نیاز ہو کر کلمۃ الحق کی سربلندی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم قیام پاکستان کے بعد سے سمندری کی جامع مسجد کے خطیب تھے اور علاقہ کی مذہبی و دینی تحریکات کا مرکز تھے۔ اب ان کے فرزند اور فاضل نوجوان مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اپنے مرحوم اور مجاہد باپ کی مسند پر کام کر رہے ہیں۔ فاروقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تحریر و تقریر کی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور مطالعہ و تحقیق کا ذوق بخشا ہے اور وہ اپنے وسائل کی حد تک ان صلاحیتوں کو دینی و مسلکی مقاصد کے لیے کام بھی لا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ تعالیٰ کو جوارِ رحمت میں جگہ دیں اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور اُن کے برادران کو صبر و حوصلہ کے ساتھ اپنے مرحوم باپ کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا غلام حیدر رحمہ اللہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ اور دردِ دل سے بہرہ ور عالم دین مولانا غلام حیدر گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اکابر کے سچے عاشق (باقی صفحہ پر)

سیاسی کارکنوں کو کوڑے لگانے کی کارروائیاں افسوسناک ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ سیاسی کارکنوں کو جمہوری حقوق اور شہری آزادیوں کی بحالی کا مطالبہ کرنے کے جرم میں کوڑے لگانے کی کارروائیاں سخت افسوسناک ہیں اور عوام کے بنیادی اسلامی و جمہوری حقوق کے احترام کے منافی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس لیے ہم ان کارروائیوں پر شدید احتجاج کرتے ہیں اور حکومت سے ان سزاؤں کی منسوخی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایم۔ آر۔ ڈی کی قیادت اور اس کی پالیسیوں سے ہمیں شدید اختلاف ہے مگر اس اختلاف کے باوجود ہماری ہمدردیاں ان کارکنوں اور شہریوں کے ساتھ ہیں جو خلوص دل کے ساتھ شہری آزادیوں اور بنیادی حقوق کی بحالی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور ہم ان کے خلوص و جذبات کا احترام کرتے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم احتجاجی تحریک کے تخریب کی طرف مڑ جانے پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں اور اسے ملکی سالمیت کے تقاضوں کے منافی سمجھتے ہوئے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سیاسی جدوجہد میں توڑ پھوڑ اور تخریب کاری کی حوصلہ شکنی کریں۔

ذکری فرقہ کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور مصنوعی کعبہ گرا دیا جائے

جمعیۃ کے امیر مرکزیہ کا مطالبہ

جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ذکری فرقہ کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور بلوچستان میں کوہِ مراد کے مقام پر نقلی خانۂ کعبہ کو گرا کر مصنوعی حج پر پابندی لگائی جائے۔ صوبہ سرحد کے دورہ پر روانگی سے پہلے لاہور میں جماعتی کارکنوں کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت کی کمزور پالیسی اور دینی قوتوں کے انتشار کی وجہ سے لادین قوتوں اور گمراہ فرقوں کو یہ حوصلہ ہو رہا ہے کہ وہ دین اسلام کے مسلمہ عقائد و احکام کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ذکری فرقہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ اس نے کلمہ طیبہ تبدیل کر کے محمد رسول اللہ کی جگہ اپنے مذہبی پیشوا کے نام پر نور پاک رسول اللہ کو کلمہ میں شامل کر لیا ہے اور بلوچستان میں کوہ مراد کے مقام پر مصنوعی خانۂ کعبہ بنا کر یہ گمراہ فرقہ اس کا طواف کرتا ہے اور اس کو حج قرار دیتا ہے اور نماز جیسی اہم عبادت کو اس فرقہ کے پیشواؤں نے گمراہی قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ذکری فرقہ کا مرکزی عبادت خانہ قحبہ خانہ بنا ہوا ہے جہاں ایک خاص حد کے اندر داخل ہونے والوں کے لیے عورت کے ہر رشتہ کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور بلا تمیز بدکاری کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر نوبیاہتا دلہن کو شادی کے بعد ایک ہفتہ تک مذہبی راہ نما کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ سب خرافات اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کے نام پر ہو رہی ہیں اور حکومت ان کا کوئی نوٹس نہیں لے رہی۔ مولانا درخواستی نے کہا کہ اگر حکومت نے .... اس نقلی کعبہ کو گرانے کی کاروائی نہ کی، تو وہ اسے گرانے کے لیے جہاد کا اعلان کریں گے اور علماء اور کارکنوں کی معیت میں خود جا کر اس مصنوعی کعبہ کو گرا دیں گے۔

تازہ بل ارسال کر دیے گئے ہیں۔ ایجنسی ہولڈر حضرات توجہ فرمائیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ،
لکھنؤ

حضرت مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہ
میری نظر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم" اس کی تعمیل کرتے ہوئے یہ عاجز قاری محمد طیبؒ کے بارے میں اپنے معلومات اور احساسات عرض کرتا ہے۔

اب سے ٹھیک ۶۰ سال پہلے ۱۳۴۳ھ ہی شوال کا مہینہ تھا کہ راقم سطور ایک طالب علم کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوا۔ قاری محمد طیبؒ کو پہلی دفعہ تب ہی دیکھا۔ ان کی عمر اس وقت ۲۷، ۲۸ سال کی تھی۔ ہماری نظروں میں وہ حدیث نبوی کی تعبیر کے مطابق "شاب صالح" (جوان صالح) تھے۔ میں چونکہ تعلیم کے آخری مرحلے کے لیے دارالعلوم گیا تھا، اس لیے درس و تعلیم کا تعلق صرف ان اکابر اساتذہ سے رہا جو آخری مرحلہ کے اسباق پڑھاتے تھے۔ قاری صاحب سے کوئی خاص تعلق نہیں رہا سوا اس کے کہ وہی اس زمانے میں دارالعلوم کی مسجد میں پانچوں وقت نماز پڑھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خوبروئی کے ساتھ خوش آوازی کی نعمت بھی بھرپور عطا فرمائی تھی اور فن قرأت و تجوید میں ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ "قاری" ان کے اسم گرامی کا جزو بن گیا تھا۔ جہری نمازوں میں ان کی قرأت بڑی دلکش ہوتی تھی۔

دارالعلوم دیکھنے کے لیے باہر سے آنے والے جس طرح دارالعلوم کی اس وقت کی دوسری دلآویز خصوصیات سے متأثر ہوتے تھے اسی طرح قاری صاحب کی نمازوں کی قرأت سے بھی بڑا اچھا اثر لیتے تھے۔

راقم سطور طالب علم کی حیثیت سے دو سال دارالعلوم میں رہا۔ ان کی اقتدا میں نمازیں پڑھنے کے علاوہ شاذونادر ہی خصوصی ملاقات کی نوبت آئی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کم آمیزی جو میری فطرت میں ہے اور شاید مرض کی حد تک ہے، وہ دارالعلوم کی طالب علمی کے اس دور میں حد سے بڑھی ہوئی تھی۔

اس طالب علمی کا دور ختم ہونے کے بعد اپنی جماعت کے انجمنوں، مدرسوں کے جلسوں میں شرکت کی نوبت آتی تو اکثر قاری صاحب بھی تشریف فرما ہوتے۔ وہ ہماری جماعت کے علماء میں (جن کو اس عاجز نے دیکھا) حضرت شبیر احمد عثمانیؒ کو مستثنیٰ کرتے سب سے اچھے مقرر اور واعظ تھے۔ ان کی تقریر بڑی عالمانہ اور حکیمانہ ہوتی۔ مدوجزر اور جوش و خروش بالکل نہ ہوتا لیکن سامعین کے لیے بڑی دلکش اور تسکین بخش ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے مشکل مضامین کی تفہیم پر بڑی قدرت عطا فرمائی تھی۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

رجب ۱۳۶۲ھ میں (جس کو اب چالیس سال سے زیادہ ہو چکے) یہ عاجز دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا رکن منتخب ہوا۔ اس کے بعد شوریٰ اور عاملہ کے جلسوں میں قاری صاحب سے برابر واسطہ رہا تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کو ظاہری محاسن میں خوبروئی، خوش آوازی اور خوش بیانی سے نوازا ہے اسی طرح باطنی میں خوش اخلاقی، تحمل، رعایت و مروت اور نرم مزاجی بھی بھرپور عطا فرمائی ہیں —— راقم سطور اس موقع پر یہ عذر کرنے میں کوئی مغالطہ نہیں سمجھتا کہ ان میں رعایت و مروت اور نرم مزاجی حد سے بڑھی ہوئی تھی جو دارالعلوم دیوبند جیسے کسی ادارہ کے منتظم کے لیے مناسب نہیں ہوتی۔ اور اسی وجہ سے ایسا ہوا کہ جب عمر کے اس آخری دور میں قدرتی نظام کے مطابق ان کے جسمانی ظاہری اعضاء کی طرح معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی کی صلاحیت بھی متأثر ہو گئی تھی تو بعض ان ناخداترس مفاد پرست لوگوں نے جنہوں نے ان کا تقرب و اعتماد حاصل کر لیا تھا، دارالعلوم کے بارے میں ان کو کچھ ایسے اقدامات پر آمادہ کر لیا جو ان کے عمر بھر کے طرز عمل اور ان کی فطرت کے بھی خلاف تھے۔ راقم سطور ان افسوسناک اقدامات کے بارے میں، اپنے ایک مستقل رسالہ میں جس کا عنوان ہے "دارالعلوم دیوبند کا قضیہ عوام کی عدالت میں" تفصیل سے لکھ چکا ہے (اور یہ رسالہ دارالعلوم کے دفتر اہتمام سے شائع ہو چکا ہے) ان اقدامات نے دارالعلوم (باقی صفحہ ۲۷ پر)

پاکستان کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو
غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ایک تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق ایک آئینی ترمیم بھاری اکثریت سے منظور کی۔ اس موقع پر حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ نے ایک مکتوب میں اس فیصلے کو سراہا تھا۔ وہ مکتوب نذرِ قارئین ہے۔

دارالعلوم دیوبند تقسیم ملک سے برس ہا برس پہلے بالاتفاق علماء برصغیر ختم نبوّت کے بنیادی اور قطعی اسلامی عقیدے سے انکار پر قادیانی فرقہ کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دے چکا ہے۔ انگریز کے پیدا کردہ اس جھوٹے نبی اور اس کے ذریعہ مذہب حق اسلام کے برخلاف مذہبی رنگ کی اس ذلیل ترین اور خطرناک بین الاقوامی سازش کا آج بحمد اللہ دنیائے اسلام نے طویل مہلت اصلاح دینے کے بعد پردہ چاک کر دیا ہے اور ممالک اسلامیہ کی ۳۲ اسلامی تنظیموں کے سربراہوں کی کانفرنس (منعقدہ اپریل ۱۹۷۴ء جدّہ) نے بالاتفاق یہ صحیح ترین اور تاریخی اعلان کیا کہ قادیانی فرقہ غیر مشروط طریقہ پر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی ختم نبوت کو نہ ماننے اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ عالم اسلام کے اس متفقہ اور تاریخی اعلانِ حق نے اہلِ حق کو نہ صرف قوت بخشی ہے بلکہ قادیانیوں کے مرتد ہونے کے بارے میں قرآن و حدیث پر مبنی اہل حق کے دینی مؤقف کو عظیم مضبوطی عطا کی ہے۔ عالم اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے علمائے حق اور عامۃ المسلمین مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے قادیانی فرقہ کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانان عالم کے مؤقف حق کی حکومتی سطح پر تائید و توثیق حاصل کرنے میں پہل کی ہے۔ توقع ہے کہ دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء و عامۃ المسلمین بھی فتنہ قادیانیت کے بالکلیہ انسداد کو اسلامی حمیّت کے تحت ہر ممکن تقویت و تائید پہنچانے میں دریغ نہ کر کے عنداللہ ماجور اور عندالمسلمین مشکور ہوں گے۔

بلاشبہ عالم اسلام کا یہ فیصلہ اور اس کی تائید و توثیق قادیانی فرقہ کی تلبیس کاریوں سے مسلمانان عالم کو بچانے کا ایک اہم ترین ذریعہ ثابت ہوگا، اس لیے عموماً تمام علماء اور مسلمانانِ ہند و پاک اور خصوصاً علماء دیوبند اسلام کے تحفظ کے اس بین الاقوامی فیصلہ کرنے والوں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اس آخری دین کو زیادہ سے زیادہ غیبی نصرت و تائید مرحمت فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: اداریہ

عقیدۂ ختم نبوّت کے پرجوش داعی اور انتھک کارکن تھے۔ انہوں نے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوّت کے دفتر کو منظم کرنے اور دارالحکومت کے علماء کو عقیدۂ ختم نبوّت کے تحفظ کے لیے منظم کرنے میں بنیادی اور مؤثر کام کیا ہے اور اسلام آباد کا دفتر ختم نبوّت ہمیشہ ان کی یاد دلاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

زاہد بلند شہری
۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

عبدالصمد صارم الازہری

ایک مرزائی کی کتاب

"کمالات اشرفیہ یا مذہبی دنیا میں زلزلہ"

پر بے باک تبصرہ

کتاب "کمالاتِ اشرفیہ یا مذہبی دنیا میں زلزلہ" مرتبہ عبداللہ ابن زلیٔ قادیانی، لاہور سے جون ۱۹۸۳ء میں چھپی ہے جو مصنف نے مجھے ارسال کی ہے۔ میں نے کبھی خلافیات پر قلم نہیں اٹھایا مگر چونکہ مؤلف نے مجھے چیلنج کیا ہے اور اپنی مشکلات کا حل چاہا ہے لہٰذا یہ چند اوراق لکھنے پر مجبور ہوا، ورنہ اگر یہ رسالہ میں کہیں اور پڑا دیکھتا تو تردید کے لیے قلم نہ اٹھاتا۔ مرتب نے مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفاء اور علمائے دین کو چیلنج کیا ہے۔ میں نہ مولانا تھانویؒ کا خلیفہ نہ مرید، صرف ایک علمی مسئلے کے حل اور قادیانیوں یا مسلمانوں کو جو اس رسالے سے خلش پیدا ہو گئی ہے، اس کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

معلوم نہیں مؤلف کو یہ عقل گم کر دینے والے انکشافات کیوں معلوم ہوئے کہ قلم مرزا غلام احمد قادیانی کا اور کتاب مولانا تھانویؒ کی۔ قرآن کی وہ بعض تفاسیر جنہیں آپ اور ہم سب مانتے ہیں اور جن سے ہم قرآن فہمی میں مدد لیتے ہیں اور ان کے بیانات کو من وعن اپنی تفاسیر و مصنفات میں نقل کرتے ہیں کیا ایسے لوگوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں جو آپ کے اور ہمارے نزدیک کافر تھے، تو اگر مولانا تھانویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کے اقوال لے لیے تو کیا غضب ہوا؟ اور اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟ قرآن فہمی کو بالخصوص فصاحت و بلاغتِ قرآن کو جیسا معتزلہ نے ثابت کیا، آج تک مسلمانوں کا کوئی بھی فرقہ نہیں کر سکا۔ اس سلسلہ میں آپ اور ہم سب ان کے ممنونِ احسان ہیں اور بے محابا ان کی عبارتوں کو بعینہٖ نقل کرتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ علم فصاحت و بلاغت پر درس نظامیہ میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں کئی معتزلہ کی لکھی ہوئی ہیں۔ ہمارے اور آپ کے مفسرین نے بے محابا بڑی فراخدلی سے یہود و نصاریٰ کی روایات کو لے کر قرآن کی تفسیر کی جبکہ وہ لوگ کافر تھے۔ مرزا کے صفحات کے صفحات مولانا تھانویؒ نے کیوں لیے؟ اس کی وجہ ہم آگے بیان کریں گے۔ عرصہ ہوا میں ایک مضمون لکھ چکا ہوں جس کا جواب آج تک کوئی قادیانی نہیں دے سکا نہ دے سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے جن مسائل و نکات کو اپنی طرف منسوب کیا ہے وہ دوسروں سے لیے اور انہیں خالص اپنا الہام و اجتہاد قرار دیا۔ چونکہ ظہور مہدی کے لیے ظہورِ دجّال ضروری تھا لہٰذا مرزا صاحب نے ریل کو دجال کی سواری قرار دیا اور انگریز کو دجال ٹھہرایا حالانکہ وہ انگریزوں کے عشاق سے تھے اور اسے دابۃ من الارض قرار دیا کہ یہ لوہے سے بنتی ہے اور انجن کی لائٹ کو یک چشم قرار دیا اور دابۃ تکلّمہم کے بارے میں ریل کی سیٹی کو اس کا

پیر، فقیر اور عالم چور ہو سکتے ہیں چونکہ وہ معصوم نہیں ہوتے مگر نبی چور یا ڈاکو نہیں ہو سکتا

کلام قرار دیا اور تھرڈ، سیکنڈ اور فرسٹ کلاس کو جہنم و جنت بتایا۔

"یخرج لھم دابۃ من الارض تکلمھم بان الناس بآیاتنا لا یوقنون"

اس کی مذکورہ بالا تفسیر دراصل حکیم احمد حسن امروہوی نے کی تھی جو مرزا سے سبقت رکھتے تھے۔ حکیم صاحب ...... اس قسم کی عجیب وغریب باتیں کیا کرتے تھے۔ دجال کی سواری کا یہ تصور مرزا نے حکیم صاحب ...... سے چرایا اور اس بات کی کوئی نشان دہی نہیں کی۔ اسی طرح ظلی وبروزی کی اصطلاح دوسروں سے لی اور اپنا اجتہاد قرار دیا۔ جہاد بالسیف کے سلسلے میں جو کچھ مرزا نے لکھا یہ اجتہاد دراصل مولوی چراغ علی دکنی کا تھا جو ان سے پہلے اس قسم کی کتاب انگریز کے اشارے سے لکھ چکے تھے جیسے "طعام اہل کتاب" سید مرحوم نے انگریز کی فرمائش پر لکھی تھی اور تفسیر بائبل تحریر کی تھی۔ مرزا نے اس سلسلے میں چراغ علی کا کہیں نام نہیں لیا، یہ سرقہ نہیں تو اور کیا ہے جو کسی نبی کی شان سے بعید ہے۔ مولوی چراغ علی کے بعد پھر مرزا نے انگریز کے اشارے یا از خود انگریز کو خوش کرنے کے لیے جہاد بالسیف کا انکار کیا اور لکھا کہ اب جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں جہاد بالقلم کافی ہے۔ قرآن وحدیث میں تو کہیں جہاد کے ساتھ قلم لگا نہیں دیکھا، ہم نے تو بس تلوار ہی دیکھی۔

رہا یہ سوال کہ اگر مرزا صاحب کافر تھے تو ان پر قرآنی نکات کیسے کھل گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے معتزلہ، باطنیہ، روافض اور گم راہ صوفیا پر کھل گئے ایسے ہی مرزا پر بھی کھل گئے۔ کیا آپ اس حقیقت سے انکار کرسکتے ہیں کہ ہم جیسے گنہگاروں پر بھی اسرار قرآنی منکشف ہوتے ہیں؟ مرزا کی علمیت سے کون انکار کرسکتا ہے، وہ اُمّی نہ تھا پڑھا لکھا تھا اور دُنیا میں جتنے بھی لوگوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا وہ بڑے عالم اور ذہین تھے۔ یونہی لوگ ان کے پیچھے نہیں ہولیے تھے کہ ان کے لیے جانیں تک دے دیں۔ مہدی سوڈانی کی شخصیت معمولی نہ تھی۔ قاضی جونپوری معمولی آدمی نہ تھے۔ حیدرآباد دکن کے محلہ چنچل گوڑہ میں مجھے مہدوی فرقے کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو قاضی جونپوری کو مہدی آخرالزماں مانتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے متقی پرہیزگار اور بڑے پکے نمازی ہوتے ہیں۔ مشہور شاعر مومن دہلوی اپنے طور پر حضرت سید احمد شہیدؒ کو مہدی مانتے تھے۔ ان کے اور متبعین بھی ضرور ایسا خیال رکھتے ہوں گے۔ الغرض دنیا میں سینکڑوں باکرامت مہدی گزر چکے ہیں۔ مزدک، باب، بہاء اللہ جیسے لوگوں نے دعوے کیے اور مخلوق ان کے ساتھ ہوگئی کہ خوشی خوشی جان دے دی اور جلاد کی طرف رقص کرتے بڑھے۔ فارسی شاعری میں جو سوز وساز حافظ کو نصیب ہوا کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا، مگر قرۃ العین طاہرہ کا کلام پڑھو جو باب کی شیدائی تھی تو معلوم ہوگا کہ حافظ کو تو سوزِ عشق بہت ہی معمولی ملا تھا۔

رہا کرامات وخوارق عادات کا صدور، سو یہ بہت معمولی بات ہے صرف سکینۃ الاولیاء، دارا شکوہ کی پڑھ کر دیکھ لو جو میاں میر کی سوانح حیات ہے تو ان کی کرامات کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور سفینۃ الاولیاء مصنفہ دارا شکوہ پڑھ لو تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ مرزا سے اتنے خوارق کرامات کا ظہور نہیں ہوا جتنا کہ میاں میر وغیرہ سے ہوا۔ کرامات تو کوئی چیز نہیں ہے، یہ تو اس حقیر سے بھی ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ ہندو جوگیوں سے اس قدر خوارق عادات کا ظہور ہوتا ہے کہ شاید اسلام کے سارے اولیاء اللہ سے بھی نہ ہوا ہوگا۔ ہندو یونہی تو اپنے مذہب پر جمے ہوئے نہیں ہیں۔ دُنیا بالکل بے وقوف بھی نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ مولانا اشرف علیؒ نے مرزا سے سرقہ کیا کہ مرزا کا نام نہیں لیا، اس کی وجہ آپ خود بتا چکے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کا نام لیتے تو لوگ اعتراض کرتے، اگر پھر بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آخر مرزا کی کتاب سے کیوں لیا؟ تو جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ سارے بزرگوں نے ایسا کیا ہے کہ ان لوگوں کو کافر مانتے ہوئے ان کے اقوال لے لیے اور خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کیا اور کلمۂ حکمت کو جہاں تہاں سے لے کر کتابیں بنادیں اور مخالفین کا ذکر تک نہ کیا کہ لوگ اعتراض کریں گے۔ مولانا تھانوی نے ہزار کے قریب کتابیں لکھیں ایسے مصنفین چونکہ کثرت سے لکھنا چاہتے ہیں لہٰذا اچھی باتیں بعینہٖ لے لیتے ہیں خواہ قائل کوئی بھی ہو اور عجلت وعدم الفرصتی کی وجہ سے تبدیلی بھی نہیں کرتے یا کسی مددگار سے کہہ دیتے ہیں کہ یہاں سے وہاں تک نقل کردو۔ ہوسکتا ہے جیسا کہ مولانا کی عادت تھی کسی سے کہا ہو بھائی یہ قادیانی اچھی بات لکھ رہا ہے اسے نقل کر دو۔ یا خود اپنے دل میں خیال کیا ہو

کہ ہے تو کافر مگر بات اچھی ہے لے لو۔ اس سے ان کی وسعتِ صدر کا پتہ چلتا ہے۔

خنزیر کی حرمت کے بارے میں جو بعینہٖ مولانا نے مرزا کی عبارت نقل کی ہے، بھائی! یہ نکتہ مرزا کا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ وجہ تو ہمیشہ سے علما اسی طرح ذکر کرتے چلے آتے ہیں البتہ اردو میں مرزا کی تحریر پر مولانا کی نظر پڑی، انہیں پسند آئی تو اردو عبارت نقل کر دی، مگر دراصل اس کا مالک مرزا نہیں ہے۔ آپ نے سب سے پہلے بڑے فخر کے ساتھ مسئلہ خنزیر کو لیا ہے ذرا بھی سمجھ سے کام لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ نکتہ مرزا کی پیدائش سے صدیوں پہلے کا ہے۔ یہی حال آپ کی باقی سرخیوں کا ہے۔ اسی طرح نمازوں وغیرہ کی حکمتیں مرزا کی اپنی نہیں ہیں، زیادہ باتیں احیاء علوم الدین، کیمیائے سعادت اور مصباح السعادۃ وغیرہ سے انہوں نے لے کر اپنے انداز میں بیان کر دی ہیں، جیسے اقبالؒ نے رومیؒ و حافظؒ کو نئے قالب میں ڈھال دیا ہے، خود ان کا حصہ بہت ہی کم ہے۔

میں نے خود اسرارِ شریعت سے مضامین لیے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ یہ کتاب ایک قادیانی کی لکھی ہوئی ہے اور اپنے دوستوں کو اس کے مطالعے کا شوق دلایا ہے کیونکہ اردو زبان میں میری نظر میں اس سے بہتر کتاب نہیں گزری، مگر اس میں جو کچھ ہے اسلاف کی عربی کتابوں کی خوشہ چینی ہے۔ ہر شخص عربی داں نہیں اور اگر ایک کتاب اردو زبان میں ہمیں مل جاتی ہے تو وہ ہمارے ذہن سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ شاید اسرارِ شریعت سے بھی مولانا تھانویؒ نے استفادہ کیا ہو اور

علمی باتیں ہمیشہ مالِ مشترک رہی ہیں۔

مرزا نے بھی اس سے استفادہ کیا ہو۔

دعا کے بارے میں جو کچھ مرزا نے لکھا تھا اور مولانا تھانویؒ نے اسے نقل کیا، یہ مضمون پیش پا افتادہ ہے۔ یہ باتیں غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب اور بزرگوں کی کتابوں میں اسی طرح یا اس کے قریب قریب ملتی ہیں معلوم نہیں حضرت تھانویؒ کو کیا مشکل پیش آئی تھی کہ انہوں نے بزرگوں کی کتابوں سے تو نہ لیا مرزا کی کتابوں سے لے لیا۔ معلوم ہوتا ہے ان کے پاس مرزا ہی کی کتابیں ہوں گی، پرانی کتابیں نہ ہوں گی۔

روح کے قبر سے تعلق کے بارے میں علامہ ابن قیم کتاب الروح میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور اسلاف نے بھی بعینہٖ یہی باتیں لکھی ہیں جو مرزا نے ان سے نقل کیں اور مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اردو زبان کی وجہ سے مرزا سے نقل کر دیں۔ اسی طرح پردے کی حقیقت ایک گھسا پٹا مضمون ہے۔ اس سے بہتر "حقیقتِ پردہ" ایک رسالہ میں بیانات ہیں اور بعینہٖ یہ بھی ہیں۔

قوائے انسانی کے استعمال کے بارے میں جو کچھ مرزا نے تحریر فرمایا ہے وہ سب اخلاقِ جلالی و اخلاقِ ناصری وغیرہ میں ہے اور نکاح و طلاق کا فلسفہ جو مرزا نے بیان کیا سب اسی طرح بیان کرتے چلے آئے ہیں، معلوم نہیں مولانا تھانویؒ کو کس آفت نے گھیرا تھا کہ مرزا صاحب ہی سے لینے بیٹھ گئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ کسی نقل کرنے والے مرید کی تن آسانی سے ایسا ہوا اور اس نے مولانا کو بتایا تک نہیں کہ میں نے ان کتابوں سے لیا ہے جو مرزا کی آپ کے یہاں دھری ہیں۔ جیسے بہشتی زیور سارے کا سارا ان کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ اس میں جو غیر متعلقہ باتیں ہیں، وہ دوسروں کی شامل کردہ ہیں اور مولانا نے ان پر صاد کر دی۔ حکیم مصطفےٰ بجنوری، حضرت مولانا تھانویؒ کے خلیفہ تھے، میرٹھ میں مطب کرتے تھے اور اکثر تھانہ بھون آتے جاتے رہتے تھے۔ حکیم صاحب نے مولانا کو مشورہ دیا کہ اس میں طبی نسخے بھی شامل کر دیے جائیں، ظاہر ہے وہ سب انہی کے ہیں۔ بھلا بہشتی زیور کا اس غیر متعلقہ امور سے کیا واسطہ؟

مولانا چونکہ کثیر التصانیف تھے لہٰذا دوسروں سے مدد لیتے ہوں گے۔ چونکہ میں بھی ایک کثیر التصانیف ہوں دوسروں سے مدد لینے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے مجھے میری ایک کتاب دکھائی جس میں ایک ایسی فاش غلطی تھی کہ نہ میں کر سکتا تھا نہ میرا مددگار۔ معلوم ہوتا تھا جان بوجھ کر کم بخت نے ازراہِ شرارت ایسا کیا تھا۔

دعویٰ کیسا بھی ہو، کچھ نہ کچھ ماننے والے ضرور مل جاتے ہیں، کیونکہ مدعیوں کے پاس کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوتا ہے۔ مخلوق بالکل اندھی تو نہیں ہوتی۔ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا کسی نے مہدویت کا، کسی نے مجددیت کا اور کسی نے خدائی کا، تو انہیں کچھ نہ کچھ ہمنوا ضرور مل گئے۔ منصور نے خدائی کا دعویٰ کیا تو اس کے بھی ہمنوا بڑے بڑے علماء و صوفیاء ہو گئے اور اب تک ہیں حالانکہ منصور و سرمد دونوں کافر تھے۔ میں اپنی "تاریخ تصوف" میں اس بات کو اچھی طرح ثابت کر چکا ہوں۔ ایک دفعہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کے درس بخاری میں ایسے مدعیوں کی بات چھڑ گئی، تو انہوں نے فرمایا میں ایک دفعہ لاہور گیا معلوم ہوا کہ مصری شاہ میں ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ میں اسے دیکھنے گیا تو کمرہ کھچا کھچ اس کے معتقدوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے سامنے ایک بڑا سا حقہ رکھا تھا۔

بہائی اور بابی اور باطنی اب تک بکثرت دنیا میں موجود ہیں۔ کئی لوگ صدیقیت کا دعویٰ کر چکے ہیں اور لوگوں نے انہیں صدیق مانا ہے اور اولیاء تو بے شمار ہو چکے ہیں اور سب ایک حد تک کامیاب رہے ہیں۔ مرزا نے جب مجددیت کا دعویٰ کیا تو بڑی فراخ دلی سے علماء نے انہیں مجدد مانا۔ آخر کچھ نہ کچھ تو انہوں نے اسلام پر لکھا ہو گا اور کچھ کام کیا ہو گا جو علماء نے سر تسلیم خم کر دیا، مگر جب انہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا تو شیعہ حضرات نے بالکل التفات نہ کیا کیونکہ ان کی کتابوں میں بڑی واضح باتیں ظہور مہدی کے بارے میں ہیں کہ ان کا ظہور سر من رأی سے ہو گا جہاں سے وہ غائب ہوئے تھے یعنی وہ دوبارہ کسی ماں کے شکم سے جنم نہیں لیں گے اور ہندوستان میں پیدا نہیں ہوں گے۔ رہے سنی علماء، تو انہوں نے احادیث کو ٹٹولا تو مہدی کا نام، مقام، والد وغیرہ کا نام لکھا دیکھا، لہٰذا وہ بھی نہ مانے پھر انہوں نے مسیحیت کا دعویٰ کیا تو دیکھا کہ قرآنی آیت کو مسخ کر رہے ہیں۔ زبان میں بڑی گنجائش ہوتی ہے، تواتر دلیل قطعی ہے۔ کسی آیت کے معنی جو تواتر سے چلے آئے ہیں وہی ہیں۔ کیا تیرہ صدی تک مسلمان اس آیت کو سمجھ ہی نہیں سکے تھے۔ ایسی کتاب تو مشعل ہدایت ہرگز نہیں بن سکتی۔ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم اس سے دریافت کریں گے کہ یہ نبوت قرآن سے ملی یا حدیث سے، کیونکہ ہمارے پاس یہی دو ذریعہ ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کہاں سے ملی؟ قرآن یا حدیث میں کسی نبی یا مہدی کا قادیان میں آنا مذکور نہیں اور اتنی اہم بات سے ان کا سکوت ناممکن ہے، ورنہ وہ چراغ ہدایت نہیں ہو سکتے۔ اگر قرآن میں نہیں دکھا سکتے تو کسی فقہ کی کتاب میں دکھا دو۔ اگر فقہ میں بھی نہیں دکھا سکتے، تو کم از کم علم کلام ہی میں دکھا دو۔ رہے صوفیاء تو ان کے ہاں تو سبھی کچھ ہے، اگر ان کی بعض باتیں دلیل میں پیش کرتے ہو تو ان کے صریح انکار کو کیوں چھوڑ دیتے ہو؟

ایک پیر صاحب نے مجھے ایک فتویٰ دکھایا جو دار الافتاء ربوہ سے بھیجا گیا تھا جس میں بعض بزرگوں کی کتابوں کے حوالے سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ہمارے مرزا صاحب جو باتیں کہتے ہیں، آپ کے بزرگ بھی ایسی باتیں کہتے ہیں تو آپ انہیں کافر کہتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کو کافر کیوں نہیں کہتے؟ میں نے کہا سیدھا سادہ جواب ہے کہ ان بزرگوں نے مہدویت، نبوت یا مسیحیت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا اور ہم ان کے ایسے اقوال کو نہیں مانتے یا ان کے اقوال کی تاویل کرتے ہیں مگر مرزا مدعی کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں جو واضح طور پر خلاف شریعت ہے۔

کمالات اشرفیہ باون صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے بڑی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا ہے اور اس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو صاحب اسے چاہے چھاپ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کے کسی ادارے یا شخصیت کو چاہیے کہ میرے اس مضمون کو کتابی صورت میں چھاپ کر مفت تقسیم کرائے۔ پاکستان پر اس کتاب کا اتنا بڑا اثر نہیں پڑ سکتا جتنا کہ ہندوستان میں پڑنے کا شدید خطرہ ہے لہٰذا وہاں اس مضمون کی تقسیم کی اشد ضرورت ہے، ورنہ بہت سے افراد گمراہ ہو جائیں گے اور بڑے بڑے اہل علم حیران رہ جائیں گے کہ کیا جواب دیں اور یہ کیا شگوفہ کھلا ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہر خلیفہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس مضمون کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت کرے اور جلد از جلد اسے ہندوستان میں تقسیم کرائے۔ میں نے ان کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔ آگے کام آسان ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ محترم عبداللہ امین زئی کی حیرانی دور ہو گئی ہوگی۔ اور انہوں نے جو کچھ انکشافات کیے ہیں وہ بقول ان کے عقل گم کر دینے والے نہیں ہیں۔ نہ مرزا صاحب کا قلم

مرزا قادیانی شاعر تھا اور نص قرآنی بتاتی ہے کہ شاعر جھوٹے ہوتے ہیں

مولانا تھانویؒ کی کتاب پر ہے۔ یہ تو نہ معلوم کتنے پرانے قلم ہیں جو مرزا صاحب کے ہاتھ لگ گئے اور مولانا تھانویؒ کے کسی مرید نے اپنی ناسمجھی سے انہیں اپنا بنا کر پیش کر دیا اور انہوں نے پسند فرما کر اسے اپنی کتاب میں داخل کر لیا۔ آپ قدماء کی کتابوں کے حواشی و شروحات میں اکثر دیکھیں گے کہ وہ بعینہٖ نقل کرتے چلے جاتے ہیں، سرمو فرق نہیں ہوتا۔ چراغ سے چراغ جلتا چلا آیا ہے اور علمی باتیں ہمیشہ مالِ مشترک رہی ہیں۔ آپ کی کتاب سے مذہبی دنیا میں کوئی زلزلہ نہیں آیا۔ آپ خود ہی اپنے خیالی زلزلہ سے ڈر گئے۔ پیارے! یہ تو بڑی معمولی باتیں ہیں۔ ذرا ایسی کتابیں اٹھا کر دیکھو جو بڑی بڑی ضخیم جلدوں میں ہمارے اور آپ کے بزرگ لکھ گئے ہیں تو وہاں اس سے زیادہ ہی پاؤ گے۔ مولانا تھانویؒ کی کتاب "احکامِ اسلام عقل کی نظر میں" زیادہ تر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب سے ماخوذ ہے یا سائنس اور اسلام سے جو انہوں نے آفندی مصری کی کتاب کا ترجمہ شائع کیا تھا۔ آپ نے رائی کا پہاڑ بنا دیا ہے اور پھر اس پہاڑ میں زلزلہ پیدا کر کے خود ہی حیران ہو گئے ہیں۔

اب میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔ مرزا صاحب شاعر تھے اور کوئی نبی شاعر نہیں ہوا اور نصِ قرآنی بتاتی ہے کہ شاعر جھوٹے ہوتے ہیں، جو بات اصل کے لیے معیوب کیا اس کے ظل کے لیے معیوب نہ ہو گی؟ میں نے آپ کی مشکلات کو حل کر دیا ہے۔ آپ میری مشکل حل فرما دیں، مہربانی ہو گی۔ قرآن کہتا ہے شاعروں کی اتباع کرنے والے گمراہ ہی ہوتے ہیں۔ یہ کیا معمہ ہے؟

علانیہ طور پر سورج کی روشنی میں ساری دنیا کے آنکھوں دیکھتے، اگر کوئی شخص دوسروں کے الہام و وحی کو اپنے الہام و وحی بنا لیتا ہے، آپ کا کیا خیال ہے کیا ایسے فعل کو چوری کہا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے اسے چوری سے تعبیر کرنا بالکل غلط ہو گا کیونکہ یہ تو ڈاکہ زنی ہے۔ پیر فقیر اور عالم چور ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں ہوتے، مگر نبی چور یا ڈاکو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ معصوم ہوتا ہے۔ نہ کوئی چور یا ڈاکو نبی ہو سکتا ہے کیونکہ آج تک ایسا نہیں ہوا۔

آپ نے قلّتِ مطالعۂ کتبِ سلف کی بنا پر مولانا تھانویؒ کو چور قرار دیا ہے تو کیا بتقاضائے عدل و انصاف جرأت کر کے مرزا کو ڈاکو قرار نہیں دو گے؟ آپ کی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد میرے دل میں یہ چند ایک نئے سوالات اُبھر آئے ہیں۔ امید ہے کہ ازراہ کرم مجھے ان کے جواب باصواب سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے
یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

میرے بھائی! آپ نے یہ نیا فتنہ کھڑا کر کے اچھا نہیں کیا کہ ہمیں مرزا صاحب کے متعلق ایسی باتیں لکھنی پڑیں ورنہ کمالاتِ اشرفیہ کی طرح کمالاتِ مرزائیہ بھی پردۂ خفا میں رہتے۔ آپ دونوں حضرات کی تحریروں کا تقابلی مطالعہ پیش کر دیتے اور گستاخانہ الفاظ سے بچتے تو ہم سے ہرگز گستاخانہ الفاظ نہ سنتے مگر مذہبی لوگوں کی یہ بڑی کمزوری ہے کہ وہ فوراً ذرا سی بات پر سب و شتم پر اتر آتے ہیں۔

بقیہ: چار جماعتوں کے رہنماؤں کا اہم اجلاس

کے وسط تک ہم ان مراحل سے گزر کر اتحاد و اشتراک کی منزل کی طرف عملی پیش رفت کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ ہم خیال جماعتوں کے ساتھ رابطہ کا یہ فیصلہ جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے کیا تھا اور اس فیصلہ کی روشنی میں مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد اجمل خان اور مولانا زاہد الراشدی پر مشتمل رابطہ کمیٹی نے ہم خیال جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کر کے آج کے اجلاس کا اہتمام کیا۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد کی تشکیل تک وہ اپنی رابطہ مہم جاری رکھیں گے اور جمعیۃ کی رابطہ کمیٹی چند روز میں ہم خیال جماعتوں کے ساتھ رابطہ کے ایک نئے دور کا آغاز کرے گی اور اس دوران آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس اور جمعیۃ اہلحدیث سے بھی رابطہ قائم کیا جائے گا۔

مولانا شمس تبریز خان
لکھنو

حضرت شیخ الحدیثؒ کی جامعیت اور توازن و اعتدال

اسلام ایک دین کامل اور تہذیب مستقل ہے، اس لیے زندگی کا مثالی و معیاری نظام و آئین ہے اور اس لیے وہ اپنے ماننے والوں سے مکمّل اطاعت اور مطلق خودسپردگی کا مطالبہ کرتا ہے۔ (بحوالہ البقرہ ۲۰۸)

اسلام کی فطرت میں وسعت و جامعیت ہمہ جہتی اور عالمگیری ازل سے موجود ہے جس کی وجہ سے وہ ہر دور میں انسانوں کے لئے راہ حق و صداقت اور صراط مستقیم بنا رہا اور اقوام و ملل کے ہدایت و سعادت کا لائحۂ عمل اور دستور ثابت ہُوا اور اس کی ماننے والی جو امّت تیار ہوئی اسے ایک عالمگیر اور معتدل و متوازن امّت کہا گیا:

"اور اس طرح ہم نے تمہیں
ایک متوسط امت بنایا تاکہ
تم لوگوں پر حق کے گواہ بنو اور
رسولؐ تم پر گواہ رہیں۔
(البقرہ: ۱۴۳)

اس اُمّت کا دورِ اوّل یعنی زمانۂ رسالت و عہدِ صحابہؓ صرف امّتِ مسلمہ ہی کا نہیں، بلکہ ساری تاریخ انسانیت کا مثالی و معیاری زمانہ اور عہد زریں کہلانے کا ہر طرح مستحق تھا جس میں دین و دنیا اور روحانیت و مادیت کا ایسا خوشگوار اجتماع ہوا اور جس میں فضائلِ اخلاق، خدا ترسی و انسان دوستی، زہد و عبادت اور خدمت خلق، اصلاح نفس اور اصلاحِ کائنات پہلو بہ پہلو جمع تھے اور انفرادی و اجتماعی دونوں لحاظ سے اس میں علم صحیح و عمل صالح، خیر و صلاح اور اہلیت و صلاحیت، باطن کی صفائی اور ظاہر کی خوبی و خوش اسلوبی، ایمان و یقین اور راہ حق میں جہاد و اجتہاد، خالق کی رضا طلبی اور مخلوق کی خبرگیری و دل جوئی، اخلاص و حسن نیّت اور احساس ذمّہ داری و فکر آخرت، خلوت و دروں بینی اور جہاں کشائی و جہاں بانی کے اوصاف اس وسعت و جامعیت اور اعتدال و توازن کے ساتھ جمع ہو گئے تھے کہ انسانیت نے اپنی پوری تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں دیکھی تھی اور جس کے مثالی افراد کے بارے میں ان کے دُور کے دشمنوں نے یہ شہادت دی کہ وہ رات کے عبادت گزار اور دن کے شہسوار ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی اسی جامعیت علم و عمل اور ان کی سیرت کے اعتدال و توازن کے پیش نظر حضرت حسنؓ نے انہیں ان الفاظ سے یاد کیا تھا:

"وہ لوگ اس امت میں سب سے زیادہ نیکدل سب سے بڑھ کر گہرا علم رکھنے والے اور بے حد بے تکلف اور بے تصنع لوگ تھے جنہیں اللہ نے اپنے نبیؐ کی صحبت و رفاقت کے لئے منتخب فرمایا تھا، اس لیے تم ان کے اخلاق و اطوار کو اپنانے کی کوشش کرو کیونکہ وہ رب کعبہ کی قسم صراط مستقیم پر تھے!"

اسلام کی جامعیت کے تقاضے کے پیش نظر مسلم معاشرہ میں علم و عمل ظاہر و باطن، شریعت و طریقت اور دنیوی و روحانی فضائل و کمالات کے حامل طبقات برابر موجود رہے جو امّت اور عام انسانوں کے لیے صلاح و فلاح اور ہدایت و سعادت کے چیدہ و برگزیدہ نمونے ثابت ہوئے اور جن کے مثالی افراد کو ہم ائمہ دین، مجددین و مجتہدین اور علماء و مشائخ ربانیین کے القاب سے یاد کرتے ہیں اور جنہوں نے ہر نازک دور میں اور ہر فتنہ و ابتلا کے زمانہ میں طبقاتی و جماعتی عصبیت، قومیت و وطنیت، اختلاف مسلک و مشرب، ذاتی و جماعتی مفادات سے قطع نظر دین و ملّت کے لیے وسیع تر مفادات کی خاطر توازن و اعتدال، میانہ روی

اور صلح جوئی، مفاہمت و مسامحت، سیر چشمی و کشادہ قلبی اور حکمت و موعظت، فراستِ ایمانی حمیتِ دینی سے کام لیا اور ان کی ذاتِ بابرکات سرچشمہ رشد و ہدایت اور سرمایہ فلاح و سعادت بنی۔

اصالت و جامعیت

ایسی ہی نادرۂ روزگار، یادگارِ زمانہ اور عہد ساز ہستیوں میں عالم ربانی قطبِ دوراں و مسندِ وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدینہ علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی بھی تھی جو اس عہد اخیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح، حضرت مولانا محمد الیاس رح، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رح اور حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کے روحانی وارث و امین اور جانشین تھے اور علم و عمل، زہد و تقویٰ، دعوت و تبلیغ، ارشاد و ہدایت، خدمتِ خلق و فکرِ آخرت، للہیت اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کے لحاظ سے علماء سلف کا نمونہ اور اکابر ملت کی ایک مثال تھے۔

وہ علوم و فنون کی جامعیت کے ساتھ علمائے کرام و مشائخ عظام کی منفرد خصوصیات کے جامع بھی تھے۔ اسی کے ساتھ انہیں علمائے عصر اور مشائخ وقت کے مختلف سلسلوں اور مکاتب فکر و خیال سے بھی ایسا مخلصانہ ربط و تعلق تھا جس کی وجہ سے وہ اہل حق کے ہر طبقہ و جماعت کے معتمد علیہ اور متفقہ شخصیت کا درجہ رکھتے تھے۔

تعلیمی سلسلہ میں وہ مظاہر العلوم کے سرپرست تھے جس کا مسلک سیاستِ حاضرہ سے قطع تعلق اور خالص علمی و تعلیمی اور تبلیغی مشغولیت ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے دونوں اکابر حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح اور حکیم الامت حضرت تھانوی رح سے یکساں تعلق رکھا اور دونوں کے خلوص و للہیت کے قائل رہے اور ان کے علاوہ بھی دوسرے مخلص مسلمان سیاستدانوں کی خدمات کی بھی قدر فرماتے رہے اور باہمہ و بےہمہ بنے رہے اور خالص اسلامی سیاست کے تقاضوں پر زور دیتے رہے۔

اسی طرح فقہی طور پر حنفی ہونے کے باوجود تمام فقہی مسالک و مذاہب کا ان کے دل میں یکساں احترام تھا اور امت کے تمام فقہاء و محدثین کی خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے تھے اور "بذل المجہود" اور "الکوکب الدری" کے حواشی اور "اوجز المسالک الی موطا الامام مالک" "لامع الدراری شرح صحیح بخاری" اور "جزء حجۃ الوداع و عمرات النبی" میں حنفیہ کے دلائل کے پہلو بہ پہلو مذاہب ثلاثہ کے مفتی بہ اقوال بھی ان کی معتبر و مستند کتابوں سے تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتے تھے جو ان کی علمی بے تعصبی، عدم تحزب اور وسیع النظری کی ایک واضح مثال ہے۔

آپ نے اپنی فاضلانہ و عارفانہ شرحوں کے ذریعہ فقہاء اور محدثین کے درمیان کی روایتی خلیج کو بھی کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھ پاٹنے کی کوشش کی اور ایسا معتدل و متوازن نقطۂ نظر اور طرزِ فکر اپنایا جس سے امت کی صفوں میں وحدت و یگانگت کا جذبہ بیدار ہوا اور ذہنی انتشار کی جگہ وحدتِ فکر و عمل پیدا ہو۔

حضرت شیخ الحدیث کی سیرت کی اس وسعت و جامعیت کا محرک ان کا مسلک اہلسنت والجماعت سے قلبی تعلق، حقیقتِ دین سے گہری واقفیت، کتاب و سنت کے اسرار و رموز سے آگاہی، امت کی ثقافتی و علمی، دینی و روحانی روایات سے جذباتی لگاؤ، دین میں تحریف و بدعت سے شدید نفرت اور اسلام کی اصلیت و خالصیت کی بقا و استحکام سے عمیق محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے اسوۂ حسنہ سے علمی و عملی تعلق ہے جو انہیں امت کے مختلف طبقات و شخصیات اور ان کی دینی خدمات کے قدر و اعتراف پر مجبور کرتا ہے اور وہ ایسے تمام ہی فکر و تحریکات کی سرپرستی یا ان سے ہمدردی رکھتے نظر آتے ہیں جن سے کلمۃ اللہ کی سربلندی اور امت کی شیرازہ بندی کی توقع وابستہ ہو سکتی ہے۔ اسی جذبہ کے تحت انہوں نے حضرت مولانا محمد الیاس رح کی دینی دعوت و تبلیغ سے اتفاق کرتے ہوئے اور اس کے لیے فکری و علمی مواد فراہم کرنے اور امت میں دینی بیداری پیدا کرنے کی خاطر فضائل کے رسائل لکھے اور اس دعوت کی ہر طرح سرپرستی کی۔ ان کے رسائل فضائل نے جیسی عام مقبولیت و محبوبیت حاصل کی اور ان سے لوگوں کے دلوں میں جس قدر ذوق طاعت و عبادت اور فکر آخرت پیدا ہوئی اور ان سے جس طرح اور جس بڑے پیمانے پر لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہوئیں وہ تاریخ دعوت و اصلاح میں ایک ممتاز باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عہد فتن میں جبکہ دنیا میں دہریت و الحاد، لادینیت و اباحیت کی بادِ صرصر ہر طرف چل رہی ہے اور عقلیت و مادیت کے یاجوج ماجوج اور سائنسی طاقت رکھنے والے دجال دنیا کو فکری

عملی طور پر گمراہ بلکہ تباہ کرنے پر کمربستہ ہیں ۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ ، حضرت شیخ الحدیثؒ اور عصر حاضر کے علماء حق کی تحریریں اور کوششیں بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی اور جنود ربانی کا حکم رکھتی ہیں ۔

سپاہ تازہ برانگیزم از ولایت عشق
کہ در حرم خطرے از بغاوت خرد است

حضرت شیخ الحدیث کی اس جامعیت اور ان کے مزاج توسع اور ہمہ گیری کی طرف حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ نے لامع الدراری کے مقدمے میں بہت صحیح تحریر فرمایا ہے کہ :

"آج حضرت شیخ کی ذات گرامی برصغیر ہند و پاک میں علم حدیث کا مرکز و مرجع اور سرچشمہ رشد و ہدایت ہے ۔ آپ کی وجہ سے اس میں نئی زندگی اور نئی تازگی و رعنائی نظر آتی ہے اور آپ کے بابرکت وجود سے انقطاع الی العلم ، علو ہمت ، مجاہدہ و ریاضت ، عزیمت و استقامت ، قوت ارادی ، متاع دنیا سے کنارہ کشی و بے رغبتی ، مطالعہ میں استغراق وانہماک ، تصنیف و تالیف اور تعلیم و تدریس کے اشغال ، لایعنی و فضول اور کمتر درجہ کے کاموں سے پرہیز ، مکارم اخلاق سماحت نفس و فراخی قلب کا اعتبار و وقار قائم ہے ۔ آپ نے جتنے متنوع اور بعض اوقات متضاد کاموں اور مشغولیتوں اور مختلف ذوق رکھنے والے افراد اور جماعتوں کو یکجا کیا ہے اور ان سب کا جس طرح حق ادا فرماتے ہیں وہ کوئی معمولی درجہ کی بات نہیں ۔"

خدمت دین کے مختلف طریقوں اور شعبوں کی یکساں قدردانی اور ہمت افزائی آپ کی جامع شخصیت کا وہ نمایاں وصف تھا جو ان کی تقریر و تحریر میں بکثرت نظر آتا ہے ۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"درس و تدریس یا خانقاہ وغیرہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے کام کی تکمیل ہے کیا آپ کا خیال ہے کہ اگر درس و تدریس بند کر کے سب اس کام (تبلیغ) میں لگ جائیں تو علم باقی رہ جائے گا ؟ جس خبر پر خود اللہ جل شانہ نے فلولا نفر الآیۃ سے تنبیہ فرمائی ، ہو اس کو سرسری نہ سمجھنا چاہیے ۔ جس طرح یہ اہم کام ہے اسی طرح خانقاہ وغیرہ بھی اہم ہے ۔ حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے ایک اہم دینی کام میں لگا رکھا ہے اور اس کا شکر یہ ہے کہ اہتمام سے کام میں لگے رہیں ۔ دوسرے دینی کاموں کی بے وقعتی شیطان کا حملہ ہے ، اس سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں ۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی درس اعتکاف نہیں کرتے تھے ؟ یہی خانقاہ کی زندگی ہے ۔ اگر دوسرے ضعفاء سب کو جمع نہ کر سکیں تو اس میں نقص نہیں ۔"

— • — • —

اعتدال و توازن

فکر و عمل کا اعتدال و توازن اسلام کو نہ صرف اپنے احکام و شرائع میں بلکہ تمام انسانی افکار و اعمال میں مطلوب ہے ۔ عقیدہ توحید و رسالت کا یہ فطری تقاضا ہے کہ حیات و کائنات اور انسان کے بارے میں صحیح و متوازن نقطہ نظر اپنایا جائے اور ہر صاحب حق کا حق ادا کیا جائے ۔

- "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقوں کو پہنچا دو" (النساء ۵۸)
- "اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو ، ہم حکم نہیں دیتے کسی کو مگر اس کی طاقت کے مطابق ۔ اور جب تم کچھ کہو تو انصاف سے کام لو اگرچہ کوئی رشتہ دار ہو ۔" (الانعام ۱۵۲)

عبادات میں اعتدال و توازن اور مداومت و پابندی کی تاکید کی گئی اور حسب استطاعت و سہولت انہیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور ان میں میانہ روی کی تاکید کی گئی جس کا ذکر حدیث کے ذخیروں میں "اقتصاد بالعمل" کے عنوان سے آتا ہے ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے فکر و نظر میں جو اعتدال و توازن پایا جاتا تھا اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے جو میانہ روی اور سلامت فکر ملتی تھی وہ اپنے دور اور علماء کے متحارب و متصادم طرز عمل کو دیکھتے ہوئے بڑی ہی قابل قدر و لائق تقلید چیز تھی ۔ دارالعلوم دیوبند کے موجودہ بحران میں بھی (جس کا بحمد اللہ اس کی مجلس شوریٰ کی کوششوں سے بڑی حد تک خاتمہ ہو گیا ہے) ان کا

رویہ بہت متوازن اور متناسب رہا اور وہ دعاؤں اور مشوروں کے ذریعے فریقین کو صلح صفائی کے لیے آمادہ کرتے رہے۔

حضرت شیخ الحدیث کے مزاج کا اعتدال و توازن ائمہ اربعہؒ، مشائخ امت اور معاصر علماء و مشائخ سے ان کے تقریباً یکساں قلبی تعلق اور ان سے عقیدت و احترام کی صورت میں بالکل واضح تھا۔ مختلف حدیثوں میں وہ جمع و تطبیق اور اصطلاحی معنوں میں "تاویل و توفیق" اور علماء و ائمہ کے مختلف اقوال میں توجیہ و تعلیل کی پوری کوشش فرماتے تھے، موطأ امام مالک کی شرح میں بھی انہوں نے یہی طریقہ اپنایا ہے اور مذاہب اربعہ کے مفتیٰ بہ اقوال اور "ظاہر الروایات" کو ان کی مستند و معتمد کتابوں سے ذکر کرنے کے بعد احناف کے دلائل اور ان کے وجوہ ترجیح ذکر فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے اندر فقہی اختلافات کو باہمی مخالفت کی بنیاد نہ بنانے کی خاطر حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اکابر تبلیغ نے مجمع عام میں فقہی مسائل نہ بتانے اور صرف فضائل و ترغیبی و ترہیبی احکام بیان کرنے پر اکتفا کرنے کی روش اپنائی تاکہ ان میں دین کا شوق پیدا ہو۔ حضرت کے نواسے مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری تحریر فرماتے ہیں:

"اسی طرح اکابر تبلیغ مسلمانوں کے مزاج، عادات اور بڑھتی ہوئی بے دینی اور مغرب پسندی کو دیکھتے ہوئے ابتداء ہی سے یہ طے کیے ہوئے ہیں کہ ان کے سامنے معروف کے فضائل اور ان کی خوبیاں تو علی الاعلان بیان کردیں۔ مجامع میں ان کے فوائد بتلائیں اور ترغیب دیں لیکن عمومی مجالس میں منکرات پر روک ٹوک نہ کی جائے کہ اس سے بددل اور ناشاد ہونے کا اندیشہ ہے۔"

قرأت خلف الامام و رفع یدین جیسے اختلافی مسائل پر زور دینے کے سلسلہ میں حضرت شیخ تحریر فرماتے ہیں:

"چار رکعات نماز میں بندے کے ناقص علم میں تقریباً دو سو مسائل ائمہ میں مختلف فیہ ہیں۔ جیسے وہ سارے مسائل ہیں یہ چار مسائل بھی ہیں، انہی میں ہیں، ایسی کون سی معرکۃ الآراء خیر آگئی جس پر بحث ختم ہونے پر بھی نہیں آتی۔ اس لیے بندہ کی کوتاہ نظر میں کوئی خصوصیت ان مسائل کی نہیں ہے، اسی لیے اوجز میں کوئی تفصیلی بحث ان مسائل پر نہیں کی جیسے اور مسائل پر مختصر کلام کیا ہے، تقریباً ویسے ہی ان پر بھی ہے۔"

مختلف اہل حدیث حضرات سے اپنے تعلقات کے ذکر کے بعد حضرت شیخؒ لکھتے ہیں:

"مجھے اہل حدیث سے ذاتی عداوت تو نہیں ہے، جب تک وہ اکابر ائمہ کی شان میں بے ادبی نہ کریں۔ میرے ذہن میں یہ ہے کہ شریعت تو صرف اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کلام ہے، لیکن اس پر عمل کرنے میں اور روایات کی جرح و تعدیل میں ائمہ مجتہدین اور ائمہ اربعہؒ کا قول مجھ جیسے نابلد کی تحقیق پر بہت مقدم ہے، بلکہ ان حضرات کے ارشادات ائمہ محدثین سے بھی مقدم ہیں، اس لیے کہ یہ حضرات ائمہ بخاری و مسلم کے اساتذہ یا بالاستاذ الاساتذہ ہیں اور زمانہ نبوت سے بہ نسبت ائمہ محدثین کے زیادہ قریب ہیں، اس لیے روایات کے رد و قبول میں ان حضرات کا مرتبہ اور پایہ ہم لوگوں سے کیا بلکہ ائمہ محدثین سے بھی کہیں زیادہ اونچا ہے۔"

مختلف دینی اداروں اور جماعتوں کے بارے میں بھی آپ کا رویہ بہت متوازن تھا اور ان کے طریقہ کار کی بجائے ان کی دینی و ملی خدمات اور خلوص کی قدر پر زور دیتے تھے۔ ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

"یہ ناکارہ اخلاص کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت بھی کی جائے چاہے وہ تبلیغی ہو چاہے وہ جمعیۃ کے سلسلے کی ہو، چاہے کسی اور سلسلے کی ہو، ان سب ہی کو پسندیدگی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ مسلمانوں میں اختلاف رائے مفر نہیں اور علماء میں اختلاف رائے کو رحمت سمجھتا ہوں، لیکن اس کی وجہ آپس کا نزاع، ایک دوسرے کی آبروریزی کو گوارا نہ کی

بلکہ سے سمجھتا ہوں۔"

اسی طرح حضرت شیخ الحدیثؒ مختلف مذاق و مشرب کے معاصر علماء و مشائخ کی قدردانی، مرتبہ شناسی و حفظ مراتب میں بھی بے نظیر تھے جس کی وجہ سے متضاد طبائع کے بزرگ آپ کو اپنا معتمد علیہ اور متفقہ شخصیت سمجھتے تھے۔ اپنے اکابر و مشائخ معاصرین اور اپنے چھوٹوں کے ساتھ اپنے گوناگوں ربط و تعلق کے بارے میں حضرت نے اپنی آپ بیتی یاد ایام میں جس طرح اظہار خیال کیا ہے وہ ادب شناسی، قدردانی و قدر افزائی کی عمدہ مثال ہے جسے عوام و خواص کو اپنانا چاہیئے۔

آزادیٔ ہند سے پندرہ بیس سال پہلے جب کانگریس اور مسلم لیگ کے اختلافات اور ان کی وجہ سے علماء اور مسلمانوں کے دو طبقوں میں اختلاف رائے اور مخالفتوں کا زور ہوا، عوام میں علماء و مشائخ سے بدظنی و بداعتمادی کے خیالات عام ہونے لگے، لوگ اکرام مسلم اور اکابر علماء کی تعظیم و توقیر سے پہلو تہی بلکہ ان کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے اور اختلافات کے دینی و شرعی حدود کی خلاف ورزی کرنے پر اتر آئے، تو حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے اس ابتلائے عام و فتنہ عمیاء کا بروقت اور شدت کے ساتھ احساس کیا اور ۱۳۵۷ھ میں اپنے ایک عزیز کے مکتوب کے جواب میں ایک مفصل خط لکھا جو خاص خاص لوگوں کو دکھایا جاتا رہا اور جو بعد میں "الاعتدال فی مراتب الرجال" (اسلامی سیاست) کے نام سے اڑھائی سو صفحات میں شائع ہوا۔

دیکھنے میں تو یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے مگر درحقیقت اسلامی سیاست اختلافات میں اسلامی روش، افراد اور جماعت کے باہمی تعلقات کی توضیح، اسلام کے معاشرتی نظام کے خدوخال ملت اسلامیہ کے عروج و زوال کے اسباب جیسے بہت سے اہم مباحث اس میں بڑے مؤثر پیرائے میں جمع کر دیئے گئے ہیں جو عوام و خواص سب کے لیے یکساں افادیت رکھتے ہیں اور بحیثیت مجموعی یہ کتاب اصابت رائے ذہنی و فکری توازن و اعتدال اور دینی رہنمائی کے لحاظ سے مسلمانوں کے لیے ایک رہنما کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں بطور نمونہ حضرت مدنی و حضرت تھانوی کے بارے میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی اس کتاب کے شروع سے مختصر اقتباس دیا جا رہا ہے جس سے مصنف کا انداز فکر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت لکھتے ہیں:

"مخلصین کی جماعت میں اختلاف کا ہونا کوئی مستبعد اور دشوار چیز نہیں ہے۔ ہمیشہ سے اختلاف ہوتا چلا آ رہا ہے اور رہے گا... سنو چونکہ میں تم پر اپنا کافی حق سمجھتا ہوں، اس لیے زوردار الفاظ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی دل میں کدورت نہ لانا۔ اگر خدانخواستہ ایسا کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ ان حضرات کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ مجھے تو بعض لوگوں پر جب وہ ان دونوں اکابر میں سے کسی کی شان میں گستاخانہ نسبت اور بے ادبی کرتے ہیں بہت ہی تعجب ہوتا ہے اور ان اکابر پر رشک آتا ہے کہ یہ حضرات تو اپنی اپنی دینی علمی اور عملی کارناموں کے ساتھ جن کے ثمرات وہ شب و روز لوٹتے ہیں، دوسروں کی نیکیاں بھی سمیٹ رہے ہیں اور یہ بے چارہ غصہ میں یوں کہہ رہا ہے کہ چونکہ مجھے تم پر غصہ بہت ہی آ رہا ہے، اسی لیے میری عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں بھی تمہیں لیتے جاؤ۔ کس قدر اپنے اوپر یہ شخص ظلم کرتا ہے کہ غصہ میں اپنی عمر کی کمائی ہوئی نیکیاں ایسے لوگوں کو دے رہا ہے جن سے وہ خفا ہے اور خود فقیر اور مجرم بن رہا ہے۔"

حضرت شیخؒ جس طرح جامعیت و توسع اور دینی صلابت و اصابت اور توازن و اعتدال کے ساتھ جادۂ حق پر گامزن رہے گویا وہ اس آیت کی تعمیل و تکمیل تھے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(الانعام: ۱۵۳)

ترجمہ: اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور مختلف راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں راہ حق سے دور کر دیں اللہ نے اس لیے اس کی وصیت کی کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

(الفرقان لکھنؤ)

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (ادارہ)

محمد عثمان الوری

امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی

رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالےٰ نے دین مبین کی حفاظت کے لیے ہر دور میں کوئی نہ کوئی سلسلہ باقی رکھا ہے جس کے ذریعہ لوگوں میں حق و باطل کا امتیاز ہوتا رہا ہے۔ گزشتہ صدی میں برصغیر میں مسلک اہلسنّت والجماعت کی حقانیت اور صداقت کے لیے جن بزرگوں نے عظیم خدمات انجام دی ہیں ان میں امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سرفہرست ہے۔

مولانا مرحوم صوبہ یوپی ہند کے ضلع کاکوری میں ۱۰ جنوری ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی طور پر حاصل کی۔ اس کے علاوہ امروہہ اور لکھنؤ سے جید علماء سے علمی سلسلہ قائم رکھا، علم دین میں کامل رسوخ پیدا کیا اور فقہ، اصول، علم کلام، فلسفہ اور منطق میں بے مثل کمال حاصل کیا۔ اسی دوران طب کی تعلیم بھی حاصل فرمائی۔

حضرت مولانا عبدالشکور قدس سرہٗ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں تربیت یافتہ شیخ طریقت تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی طبیعت میں فاروقی جذبہ اور مجددی نسبت کا غلبہ تھا۔ آپ نے عرصہ تک تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس کے علاوہ عظمت صحابہؓ اور کلام اللہ سے متعارف کرانے کے لیے ماہنامہ "النجم" بھی جاری رکھا جس کے مضامین تحقیقی اور تاریخی ہونے کے ساتھ ساتھ تبلیغی بھی ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فن مناظرہ میں خصوصی کمال اور ملکہ عطا فرمایا تھا۔ الحمدللہ زندگی بھر عیسائیوں، قادیانیوں اور سبائیوں سے مناظرے فرمائے اور سب میں کامیابی حاصل کی۔ صحابہؓ دشمن عناصر تو آپ کے نام سے لرزہ براندام ہو جاتے اور سامنے آنے کی جرأت ہی نہ کرتے۔ مسلک اہلسنّت والجماعت کی حقانیت اور صداقت پر آپ نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں جن میں سیرت رسولؐ، نماز کی کتاب، فارسی البلاغ المبین اور صواعق محرقہ کا اردو ترجمہ اور سیرت خلفاء راشدین بہت مقبول ہوئیں۔ آپ نے علماء حق کے ساتھ ملکی تحریکوں میں بھی شرکت فرمائی۔ جمعیۃ علماء کی مجالس میں حصہ لیتے اور اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرماتے۔ اہل حق علماء اور مشائخ آپ کا بڑا ادب و احترام فرماتے خاص طور پر حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہویؒ شاگرد رشید حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اپنے اعتماد کا اظہار فرماتے۔

دنیا بھر میں آپ کی شہرت ہونے کے باوجود آپ کی زندگی بڑی سادہ اور اتباع سنّت میں بسر ہوئی۔ قرآن کی عظمت اور تعلق کا آخری عمر میں بڑا اثر رہا۔ زیادہ وقت تلاوت قرآن کریم میں ہی گزرتا۔ دوسروں کو بھی تلاوت قرآن اور حفظ قرآن کی تلقین فرماتے۔ آپ نے آخری عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور اپنے تمام بچوں کو بھی حافظِ قرآن بنایا۔ اس کے علاوہ نماز کا اہتمام بھی آپ کے معمولات کا حصہ ہوتا اور عام لوگوں کو حفظِ قرآن اور حفاظتِ نماز کی تاکید فرماتے۔ دفاع صحابہؓ تو آپ کی حیات طیبہ کا مشن ہی تھا۔ اس سلسلہ میں آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہیؒ اور مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ، شاہ احمد حسن امروہویؒ کی تحقیق پر مکمل اعتماد فرماتے۔ آپ کی تقریر و تحریر نہایت لطیف و صاف و مستند اور تحقیقی ہوتی۔ آخری عمر میں بھی حافظہ قوی اور علم و یادداشت درست اور حافظہ میں اہل تشیع کی کتب کے حوالے محفوظ رہے۔

آپ کا وصال لکھنؤ (ہندوستان) میں ۱۹۶۴ء میں ۸۷ سال کی عمر میں ہوا۔ پورے برصغیر میں ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام بالخصوص اہلسنّت والجماعت کی اکثریت آپ کے وصال کو ایک عظیم سانحہ سمجھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں آپ پر، آمین۔

صدر کا پیش کردہ سیاسی ڈھانچہ ناقابلِ قبول اور عوامی جذبات کے منافی ہے

ہم خیال سیاسی جماعتوں کے اتحاد کے لیے رابطہ قائم کیا جائے گا

ملک بھر میں ہر سطح پر نظام شریعت کنونشن منعقد کیے جائیں گے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کی قرارداد یں

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے پیش کردہ سیاسی ڈھانچے کو مسترد کر دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ سیاسی عمل کی بحالی اور ۷۳ء کے آئین کی عملداری کا بلا تاخیر اہتمام کیا جائے۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس گزشتہ شب مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جو کم و بیش چھ گھنٹے جاری رہا۔

مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ نظریۂ ضرورت کے تحت قائم ہونے والی عبوری حکومت کو پالیسی کے بارے میں فیصلے کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور عبوری حکومت کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ ۷۳ء کے آئین کے تحت آزادانہ انتخابات کا اہتمام کر کے عنانِ اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے حوالے کر دے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ۷۳ء کا دستور منتخب نمائندوں کا بنایا ہوا ہے اور اس میں ترمیم بھی منتخب اسمبلی ہی کر سکتی ہے اور کسی ادارے یا غیر منتخب حکمران کی طرف سے کی جانے والی ترامیم کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ایم۔ آر۔ ڈی یا اس کی تحریک میں شامل نہیں ہے اور اس عدم شمولیت کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایم۔ آر۔ ڈی۔ نے اپنے مطالبات و مقاصد میں اسلامی نظام کو نظر انداز کر رکھا ہے اور جمہوریت کے قاتلوں کو قیادت میں مؤثر حیثیت دے دی ہے ورنہ اصولی طور پر ہم ہر اس تحریک کے حامی ہیں جس کا مقصد ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ اور جمہوری عمل کی بحالی ہو۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ بنیادی حقوق کی بحالی، سیاسی عمل کی بحالی اور ۷۳ء کے آئین کی بحالی کا مطالبہ کرنا ہر شہری کا آئینی حق ہے اور ایسا مطالبہ کرنے پر شہریوں کو تشدد اور دار و گیر کی کارروائیوں کا نشانہ بنانا سراسر ظالمانہ کارروائی ہے اور ہم سیاسی کارکنوں اور شہریوں پر پولیس کے تشدد کی مذمت کرتے ہوئے تمام سیاسی اسیروں کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مجلس شوریٰ نے مولانا حبیب گل کی سربراہی میں مصالحتی کمیٹی کی ناکامی پر گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہماری پوری کوشش اور ایثار کے باوجود دوسرے فریق کی ہٹ دھرمی اور کمیٹی کے فیصلوں پر عمل نہ کرنے کی پالیسی اتحاد کی راہ میں رکاوٹ بنی ہے۔

مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ مصالحتی کارروائیوں کے باعث جمعیۃ کی مرکزی مجلس عمومی کے جن فیصلوں پر عمل روک دیا گیا تھا اب ان فیصلوں کو روبہ عمل لایا جائے گا۔ مرکزی مجلس عمومی نے اپریل میں کل پاکستان نظام شریعت کنونشن کے موقع پر فیصلہ کیا تھا کہ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بنیادی مقاصد یعنی اسلامی نظام کے نفاذ اور آزادانہ انتخابات سے اتفاق رکھنے والی تمام دینی و سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی کوشش کی جائے گی اور مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد اجمل خان اور مولانا زاہد الراشدی پر مشتمل کمیٹی اس سلسلہ میں ہم خیال سیاسی و دینی جماعتوں سے مذاکرات کرے گی۔ اس کے علاوہ اسلامی نظام اور مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں قومی دینی کنونشن طلب کرنے اور ملک بھر میں جمعیۃ کے زیر اہتمام ہر سطح پر نظام شریعت کنونشن منعقد کرنے

کا فیصلہ [illegible] کیا گیا تھا لیکن مصالحتی کمیٹی کے ابتدائی فیصلہ کے مطابق ان فیصلوں پر عملدرآمد روک دیا گیا تھا۔

اب مرکزی مجلس شوریٰ نے مذکورہ کمیٹی کو ہدایت کی ہے کہ وہ ہم خیال سیاسی جماعتوں کے ساتھ ایک نئے سیاسی اتحاد کے قیام پر امکانات پر بات چیت کا آغاز کرے۔

مجلس شوریٰ نے ایک قرارداد میں پیپلز پارٹی کی سٹیرنگ کمیٹی کے اس اعلان کی مذمت کی گئی کہ پاکستان کے عوام سوشلزم چاہتے ہیں — قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے عوام اسلام کے عادلانہ نظام کے ساتھ بے لچک وفاداری کا اظہار متعدد بار اپنی جانوں کی قربانی کے ساتھ کر چکے ہیں اور ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ سوشلزم یا کسی اور غیر اسلامی نظام کے حامی ہیں پاکستانی عوام کے جذبات اور ان کی قربانیوں کی توہین ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں ان جماعتوں کا رویہ افسوسناک ہے جو پیپلز پارٹی کے اس اعلان کے بعد بھی اس کے ساتھ غیر مشروط تعاون کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اور دوسری طرف اسلام کی وفاداری کا دم بھی بھرتی ہیں۔ قرارداد [illegible] ان جماعتوں پر زور دیا گیا کہ [illegible] اپنی پالیسی میں اس تضاد [illegible] وضاحت کریں۔

[illegible] شوریٰ نے ایک قرارداد کے ذریعہ [illegible] اسام میں مسلمانوں کے مسلسل قتل عام کی مذمت کی ہے اور حکومت پاکستان اور دیگر مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ آسامی مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔

ایک اور قرارداد میں جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ نے سری لنکا میں تامل آبادی کے قتل عام اور اس میں مسلمانوں پر مظالم کی مذمت کی ہے۔

مجلس شوریٰ نے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیبؒ، سابق شیخ التفسیر مولانا شمس الحق افغانی سمندری کے ممتاز عالم مولانا محمد علی جانباز اور بہاولنگر کے مولانا الٰہی بخش کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی ہے اور پسماندگان کے ساتھ گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

ایک اور قرارداد میں ان ممتاز علماء کی دینی و قومی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا۔

ایک قرارداد میں یوم پاکستان کے مطابق آتش بازی اور دیگر غیر اسلامی حرکات کو افسوسناک قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک کے یوم آزادی کے موقع پر غیر اسلامی حرکات کے سدباب کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

ایک اور قرارداد میں بہاولپور اسلامی یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر محمد نواز رندھاوا پر غنڈہ عناصر کے حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ حملہ آوروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے امیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ نے کہا کہ ہماری جدوجہد صرف اور صرف اسلام کے لیے ہے اور ہم اسلام کے علاوہ اور کسی نظام کی حمایت یا اس کے ہمنواؤں کے ساتھ تعاون کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان علماء کو آگے آنا چاہیے اور رائے عامہ کو اسلامی نظام کے لیے منظم کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

مولانا عبید اللہ انور نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مارشل لا کی طوالت کی بڑی وجہ پاکستان قومی اتحاد کا منتشر ہونا ہے۔ اگر یہ زبردست عوامی اور نظریاتی قوت ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہوتی تو عوامی حقوق اور شہری آزادیوں کو زیادہ دیر تک معطل رکھنا کسی بھی قوت کے لیے ممکن نہ ہوتا۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ کی جارحانہ سرگرمیاں اور مولانا محمد اسلم قریشی کا اغوا بھی دینی جماعتوں کے باہمی عدم تعاون کا نتیجہ ہے اور ان تمام مسائل کا حل صرف یہ ہے کہ اسلامی نظام، ختم نبوت اور عوامی حقوق پر یقین رکھنے والی تمام جماعتیں متحد ہو جائیں۔

اجلاس میں چاروں صوبوں سے مجلس شوریٰ کے تیس (۳۰) سے زائد ارکان نے شرکت کی اور اس سے مولانا محمد اجمل خان، مولانا محمد شریف وٹو، مولانا عبد الحق، مولانا محمد ذکریا، مولانا زاہد الراشدی، مولانا نعمت اللہ اور دیگر راہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (ادارہ)

زاہد بلند شہری

تعارف و تبصرہ

مطبوعات امام ابوحنیفہؒ اکیڈمی
فقیر والی، ضلع بہاولنگر

امام ابوحنیفہ اکیڈمی فقیر والی مولانا محمد قاسم قاسمی کی نگرانی میں عرصہ سے حنفی مسلک کی بے لوث خدمت انجام دے رہی ہے۔ متعدد کتابچے اور کتابیں منظرِ عام میں آچکے ہیں۔ زیر نظر مطبوعات میں تمام کی تمام غیر مقلد حضرات کے رد میں تالیف کی گئی ہیں۔

یہ دَور اختلافات رفع کر کے باہم اتحاد کی فضا قائم کرنے کا ہے لیکن وا ئے افسوس کہ غیر مقلدین اس سلسلے میں پیش رفت کرنے کی بجائے اپنے رسائل اور تقاریر میں احناف پر بے جا کیچڑ اچھالتے ہیں۔ پرانے مسائل کو دوبارہ زندہ کر کے نفاق کی تخم ریزی کا باعث بنتے ہیں۔ ایسی صورت میں ضروری ہو جاتا ہے کہ عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ مولانا قاسم قاسمی کے ادارے نے مسلکِ حنفیہ کے دفاع میں درج ذیل کتب شائع کی ہیں:۔

۱۔	تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام	مصنف	مولانا بشیر احمد قادری	قیمت ۵ روپے	صفحات ۸۰
۲۔	فاتحہ خلف الامام اور حنابلہ	مؤلف	〃 〃 〃 〃	〃 ۲ 〃	〃 ۲۶
۳۔	تحقیق مسئلہ تراویح	مصنف	〃 ابومعاویہ صفدر	〃 ۲ 〃	〃 ۳۲
۴۔	تحقیق مسئلہ رفع یدین	مؤلف	〃 〃 〃 〃	〃 ۲ 〃	〃 ۳۲
۵۔	ننگے سر نماز کی شرعی حیثیت غیر مقلدین کے فتاویٰ کی روشنی میں	مرتبہ	〃 محمد قاسم قاسمی	〃 ۱ روپیہ	〃 ۱۶
۶۔	نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت	مؤلف	〃 ابومعاویہ صفدر جالندھری	〃 ۲ روپے	〃 ۳۲
۷۔	غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں	مرتبہ	〃 بشیر احمد قادری	〃 ۲/۵۰ 〃	〃 ۴۰
۸۔	ترک تقلید کے بھیانک نتائج	مؤلف	〃 〃 〃 〃	〃 ۶ 〃	〃 ۱۱۲
۹۔	تحقیق مسئلہ آمین	〃	〃 ابومعاویہ صفدر	〃 ۴/۵۰ 〃	〃 ۶۴
۱۰۔	بارہ مسائل۔ اکابر علماء اہلحدیث کی نظر میں	مرتبہ	〃 قاسم قاسمی	〃 ۲/۵۰ 〃	〃 ۴۸
۱۱۔	اہلحدیث اور انگریز		〃 بشیر احمد قادری	〃 ۶	〃 ۱۱۲

امید ہے کہ یہ کتابچے نہ صرف مسلک حنفی کے پیروکاروں کے لیے مفید ثابت ہوں گے، بلکہ غیر مقلدین حضرات کو بھی راہ اعتدال دکھائیں گے۔

یزید کی شخصیت
اہل سنت کی نظر میں

مؤلف : مولانا محمد عبدالرشید نعمانی
قیمت : ۱۵ روپے
صفحات : ۲۴۵

عجیب بات ہے کہ چودہ سو سال سے مسلمان اس بات کا فیصلہ نہیں کر پائے کہ یزید کی شخصیت کو کیا درجہ دیا جائے تین گروہ اس وقت اس میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ ایک وہ جو شدت سے یزید کی مخالفت کرتا ہے لعین قرار دیتا ہے اور جو لعین قرار نہ دے اسے کافر قرار دیتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو یزید کی حمایت میں غلو سے کام لیتا ہے اور یزید کو "امیر المؤمنین حضرت یزیدؓ" بلا کسی قباحت کے لکھتا اور پڑھتا ہے۔ تیسرا گروہ وہ ہے جس نے یزید کا معاملہ اللہ پر چھوڑ کر اس مسئلے پر کسی قسم کی رائے زنی سے احتراز کی پالیسی اپنائی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ تیسرا گروہ اعتدال پسند ہے اور امت مسلمہ مرحومہ میں باہم جو تم پیزار اور فضیحتی کی فضا پیدا کرنے کی بجائے یہ درمیانی راہ بہتر ہے۔

زیر تبصرہ کتاب مجلس عثمان غنیؓ (کراچی)

شہر شہر سے

بلدیاتی انتخابات ہو سکتے ہیں تو قومی انتخابات کیوں نہیں ہو سکتے

حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے کہا ہے کہ عام انتخابات کے بغیر بلدیاتی انتخابات کے انعقاد سے اصولی طور پر شدید اختلاف کے باوجود اصولاً اس سے لاتعلق نہیں رہا جا سکتا۔ اس لیے انہوں نے ملک بھر میں اپنے جماعتی احباب کو اجازت دے دی ہے کہ وہ بلدیاتی انتخابات کے سلسلہ میں مقامی حالات کی روشنی میں جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ایک غیر سیاسی حکومت کی طرف سے غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروانے کا اصل مقصد سیاسی حامیوں کی فوج تیار کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ بہت سارے عوامی مسائل کا تعلق بلدیاتی اداروں سے ہے اور ان اداروں کا تعلق عوام سے ہے لہذا کوئی بھی جماعت ان بلدیاتی اداروں سے کنارہ کش نہیں رہ سکتی۔ انہوں نے کہا کہ اسی بنا پر جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ گرد و پیش کے حالات کے مطابق اپنی حکمت عملی وضع کریں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی حکمت عملی ہوگی کہ ذہنی طور پر صالح اور نیک اور پرہیزگار لوگ آگے آسکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ چھ سال کے عرصے میں دوسری مرتبہ بلدیاتی انتخابات حکومت کے اس عذر کو غلط ثابت کر رہے ہیں کہ عام انتخابات کے لیے حالات سازگار نہیں ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے سابق چانسلر حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کی رحلت پر اظہار تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ اور نائب امیر حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب مدظلہ نے عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے سابق چانسلر حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی نور اللہ مرقدہ کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

ایک مشترکہ تعزیتی بیان میں انہوں نے کہا کہ مرحوم نے مسلک حقہ کی جو بے لوث خدمت کی ہے وہ تاریخ اسلام میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری خدا کے حضور دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائیں، ان کی لغزشوں کو درگذر فرمائیں اور بلند درجات سے نوازیں۔

میانوالی: گذشتہ دنوں دنیا کی عظیم ترین دینی، تبلیغی اور اصلاحی مرکزی ادارہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی وفات کی خبر سن کر ازحد افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جامعہ عربیہ تبلیغ الاسلام رجسٹرڈ موتی مسجد میانوالی میں صبح فجر کی نماز کے بعد حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مہتمم جامعہ ہذا و جملہ ارکان جامعہ بمعہ دیگر نمازیوں کے سورہ فاتحہ و قل شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا گیا اور دعائیں کی گئیں کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جھنگ: جمعیۃ المؤمنین والمسلمین جھنگ کے عہدیداروں نے ایک مشترکہ بیان میں برصغیر پاک و ہند کے ممتاز عالم دین دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم و مغفور کے

زندگی بھر کی دینی مذہبی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف و کرم سے حضرت قاری صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

ایبٹ آباد: کالعدم جمعیۃ علماء اسلام ایبٹ آباد کے ایک تعزیتی اجلاس میں دارالعلوم دیوبند کے سابق پرنسپل حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نور اللہ مرقدہٗ کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔

اجلاس میں مولانا شفیق الرحمٰن، مولانا ولی الرحمان اور مولانا قاضی نواز نے شرکت کی۔ (رپورٹ: عبدالحمید)

کبیر والا: تنظیم نوجوانان اصلاح معاشرہ کبیر والا کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت قاری حبیب الرحمٰن صاحب جھنگوی منعقد ہوا۔ اجلاس میں ممتاز برصغیر کے جید عالم دین اور دارالعلوم دیوبند کے چانسلر قاری محمد طیبؒ کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی جس میں جامعہ حلیمیہ جھنگ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن صاحب مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب، جناب محمد رفیق صاحب قمر اور قاری فیض الحسن رحیمی، سید اطہر اقبال نے مرحوم کی دینی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔

(رپورٹ: سید وسیم شاہ)

پنڈ دادن: نظام العلماء ضلع جہلم کے نائب امیر اول قاری قیام الدین حسینی اور ان کے رفقاء، عطا محمد صاحب احرار، حافظ عبدالواحد، خورشید احمد تبسم نے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت قاری محمد طیب صاحب کی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور حکیم الاسلام کی وفات کو عالم اسلام کا ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ پنڈ دادن خان میں نظام العلماء کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ اس میں حضرت قاری صاحب رح کے لیے ختم قرآن کیا گیا اور دعائے مغفرت کی گئی اور ان کے پسماندگان کے لیے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے بہت جلد قومی ختم نبوت کنونشن طلب کیا جائے گا۔

★ — مولانا زاہد الراشدی

ڈویژنل مجلس عمل ختم نبوت گوجرانوالہ کا ایک اہم اجلاس آج دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں پیر بشیر احمد صدر مجلس عمل ضلع سیالکوٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ڈویژنل مجلس عمل اور ضلع گجرات اور ضلع سیالکوٹ کی مجلس عمل کے عہدہ داروں نے شرکت کی۔ اجلاس میں مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خان محمد آف کندیاں شریف اور سیکرٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھری کے ساتھ اپنی ملاقات کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کی تشکیل کے لئے مختلف مکاتب فکر اور جماعتوں کے راہنماؤں کے ساتھ رابطہ قائم کر رکھا ہے اور بہت جلد قومی ختم نبوت کنونشن طلب کیا جا رہا ہے جس میں مرکزی مجلس عمل تشکیل دی جائے گی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ڈویژنل مجلس عمل کے صدر الحاج لطیف احمد چشتی نائب صدر مولانا عبدالرحمٰن واصل سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی اور مزدور راہنما آغا غلام حیدر ڈویژن کے تینوں اضلاع کا تفصیلی دورہ کر کے علماء اور کارکنوں سے ملاقاتیں کریں گے اور اس کے بعد ۱۷ اگست کو ڈویژنل مجلس عمل کا اجلاس گوجرانوالہ میں ہوگا جس میں تحصیل وار کنونشنوں اور عام اجتماعات کے لیے پروگرام کا تعین کیا جائے گا۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ملک بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ بلدیاتی انتخابات کے دوران قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور اس بات کا اہتمام کریں کہ قادیانی کسی جگہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے انتخابات میں حصہ نہ لے سکیں اور نہ ووٹ استعمال کر سکیں کیونکہ جداگانہ طریق انتخاب کے قانون کے مطابق قادیانی نہ تو انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں اور نہ ہی ووٹ دے سکتے ہیں۔

اجلاس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور راہنماؤں سے اپیل کی گئی کہ وہ باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحیت کا سدباب کرنے کے لئے

مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں۔

ایک قرارداد میں مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی میں مسلسل تاخیر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور کارکنوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ بازیابی کی جدوجہد کو منظم کرنے کے لیے ڈویژنل مجلس عمل سے تعاون کریں۔

صحابہ کرام کی توہین کے خلاف قرارداد مذمت

گزشتہ جمعہ کو چنیوٹ شہر کی بڑی بڑی مساجد میں درج ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

جمعۃ المبارک کا یہ اجتماع امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن چنیوٹ کی اس مذموم اور قبیح حرکت کی شدید مذمت کرتا ہے کہ جس کے ذریعہ شہر کی مختلف دیواروں پر اکابر اسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف نازیبا اور مکروہ قسم کے الفاظ لکھ کر کی گئی ہے۔ مختلف الفاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یارانِ مصطفےٰ کی دانستہ توہین کا ارتکاب کیا گیا۔ یہ کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے جس سے یہاں کے عوام کے مذہبی اور دینی جذبات کو عمداً مجروح کیا گیا ہے۔

نیز خادم حرمین شریفین محسن پاکستان ملت اسلامیہ کے فرزند جلیل شاہ فہد کے بارے میں صراحتاً فاسق و فاجر لکھ کر ان کی نہ صرف توہین کی گئی ہے بلکہ پاکستان اور سعودی حکومت کے تعلقات کو بگاڑنے کی ناکام کوشش بھی کی گئی۔

یہ اجتماع انتظامیہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ایف آئی آر ۳۲۵/۳ کے مطابق امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن چنیوٹ کے سرپرستوں اور عہدے داروں کو فوراً گرفتار کیا جائے اور شہر میں بڑھتے ہوئے اضطراب کو ختم کیا جائے۔

ذکری مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا

ضلع بسیلہ کے ایک گاؤں ویندر سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق وہاں علیم بائی نے معہ بچوں کے ذکری مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس کا اعلان جامع مسجد ویندر میں بھی کیا گیا ہے۔ اس سے قبل ماسٹر صالح محمد اور ملا محمد موسیٰ بھی ذکری مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر چکے ہیں اور اب دین اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

عیسائی نوجوان کا قبول اسلام

گذشتہ جمعہ ایک عیسائی نوجوان نے حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے ہاتھ پر عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اسلامی نام "محمد اسلم" رکھا گیا۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ اور حاضرین نے نوجوان کے لیے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کی دعا کی۔

وفات

فیصل آباد: نظام العلماء پاکستان ضلع فیصل آباد کے ناظم اطلاعات صوفی محمد بشیر خان کے ماموں حاجی مستری محمد صدیق سائیکلوں والے گذشتہ دنوں منڈی شاہ جیونہ ضلع جھنگ میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار تھے۔ آپ کا سلسلہ بیعت خانقاہ عالیہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف سے تھا۔ پہلے شیخ المشائخ حضرت مولانا مخدومنا محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے۔ بعد میں الحاج الحافظ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی سے سے جدید بیعت فرمائی۔ آخر تک انہی سے تعلق خاص رہا۔ آپ کو دونوں حضرات

مدرسہ جامعہ حنفیہ انوریہ (رجسٹرڈ) متصل ریلوے پل اوکاڑہ

زیر سرپرستی، پیر طریقت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحنان صاحب

داخلہ

مدرسہ ہذا میں پہلے سال ابتدائی دینی علوم کی تعلیمات کا اجرا کیا جا رہا ہے۔ طلباء کے لیے مفت رہائش، خوراک کا بندوبست ہے۔ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ خواہشمند طلباء ۲۹ ذی قعدہ تک داخلہ کے لیے تشریف لائیں۔

اگر کوئی استاد صاحب کم از کم دس طلباء کے ساتھ آنا چاہیں تو بذریعہ خط اپنی شرائط ملازمت، تعلیمی معیار اور تجربہ کے بارے میں مطلع فرمائیں۔ جو طلباء یا استاد بعض وجوہ کی بنا پر ۳۰ شوال تک نہیں آسکتے انہیں مزید ایک ہفتہ کی مہلت دی جا سکتی ہے۔

المشتہر، مولانا عبد القیوم صدر مدرسہ جامعہ حنفیہ انوریہ اوکاڑہ

سے بہت عقیدت تھی۔ یہ دونوں حضرات بھی مستری صاحب مرحوم پر شفقت فرماتے رہے۔ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرماوے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔

نظام العلماء ضلع فیصل آباد کی مجلس شوریٰ کے رکن اور معاون جناب حاجی خوشی محمد صاحب چمڑے والے وفات فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے جمعیۃ علماء اسلام میں بہت خدمات سرانجام دیں۔ ضعیف العمری میں بھی جمعیۃ کے تمام پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں بھی بہت حصہ لیا اور گرفتاری پیش کی۔ ایک ماہ دس یوم سینٹرل جیل فیصل آباد میں رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب مرحوم کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور درجات عالیہ بلند فرماوے اور ان کے صاحبزادگان اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

نظام العلماء پاکستان منڈی بہاؤ الدین کے امیر حاجی ارشاد احمد ہاشمی کے والد قضاء الٰہی سے وفات پا گئے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم دفتر مولانا منظور الحق رحمانی نے مرحوم کے گھر جا کر لواحقین سے اظہار تعزیت کیا اور دعائے مغفرت کی۔

خط و کتابت کرتے وقت
ایجنسی نمبر
کا حوالہ ضرور دیں۔ (ادارہ)

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کا صدر اور گورنر کے نام برقیہ

یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ ڈویژنل سطح کے سرکاری افسران جن کے علاقے میں مولانا محمد اسلم قریشی مبلغ ختم نبوت سیالکوٹ کو مع[ا] لگے۔ سیالکوٹ اور پھدل کے قادیانیوں نے مرزا طاہر ربوہ کے ایما پر اغوا کیا ہے، لیکن ۱۴۳ دنوں میں بھی قادیانی مجرم جو مکمل طور پر مولانا کے اغوا اور قتل کے ذمہ دار ہیں گرفتار نہیں کئے گئے ہیں۔ ان کی اس اہم اور مذہبی مسئلہ میں لاپرواہی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ حکومت کے افسران بھی اس غیر معمولی اور انتہائی نازک مذہبی قتل اور اغوا میں ملوث ہیں۔ اس لیے وہ مکمل طور پر اس کیس میں موجودہ کرائمز برانچ کی تفتیشی ٹیم کی کامیابی کے خلاف ہیں۔ اس طرح وہ مرزا طاہر کی خواہش کے مطابق پاکستان میں لاقانونیت کی فضا پیدا کر رہے ہیں، لہٰذا پاکستان کی سلامتی اور کرائمز برانچ کی تفتیشی ٹیم کی کامیابی کی خاطر یہ درخواست کی جاتی ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن، ڈی آئی۔ جی۔ پولیس گوجرانوالہ، ایس پی اور اے ایس پی سیالکوٹ اور ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو معطل کیا جائے یا کم از کم انکا تبادلہ کر دیا جائے کیونکہ وہ پاکستان کے قطعی خیرخواہ نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے پاکستان کو بچانے میں مدد کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس تشویشناک اور اہم معاملہ میں ہمارے ساتھ تعاون کیجئے۔

منظور الٰہی ملک
رکن مرکزی شوریٰ،
مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان و
امیر مجلس تحفظ ختم نبوت
سیالکوٹ

علامہ شمس الحق افغانیؒ کی وفات پر اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں حضرت مولانا حبیب گل مدظلہ کی زیر صدارت اساتذہ و متعلمین اور کارکنان دارالعلوم عربیہ ٹل کا ایک تعزیتی اجلاس دارالحدیث میں منعقد ہوا جس میں ختم قرآن پاک کے بعد حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ علامہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

ملتان ع: تنظیم اہلسنت پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس مرکزی دفتر اہلسنت نواں شہر ملتان میں مولانا شمس الحق افغانی کی تعزیت کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔

شرکاء نے مولانا افغانی کے حالات زندگی اور ان کی ملی خدمات کو سراہا اور انہیں حجۃ الاسلام قرار دیتے ہوئے ان کی خدمات کی تعریف کی۔ مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں مولانا افغانی کی ملی خدمات

کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا نامور عالم دین اور سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ مولانا نے ہزاروں نامور شاگرد علماء کرام چھوڑے ہیں جو مولانا کے لیے ثمرہ آخرت ہیں۔ آخر میں مولانا مرحوم کے لیے فاتحہ شریف اور دعائے مغفرت کی گئی۔

علماء حق کا تذکرہ نصاب تعلیم میں شامل کیا جائے

نظام العلماء پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم محمد عثمان اوری نے کہا ہے کہ تحریک پاکستان میں علماء حق کا کردار ناقابل فراموش ہے، مگر آج نامعلوم وجوہات کی بنا پر تاریخ اور تعلیم کے ادارے ان حضرات کے متعلق بے خبر ہیں اور تاریخ اور نصاب تعلیم میں علماء حق کا تذکرہ نہیں ہے۔

ہم موجودہ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان علماء حق جنہوں نے تحریک آزادی برصغیر میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، ذرائع ابلاغ اور تعلیمی نصاب میں ان کا تذکرہ شامل کرے اور ان کی یاد میں لائبریری، مدارس اور شاہراہوں کو منسوب کرے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

• گوجرانوالہ کی معروف علمی شخصیت اور ماہر تعلیم جناب صوفی جان اللہ گزشتہ روز انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ، اسلامیہ کالج اور اسلامیہ ہائی سکول کے بانی تھے اور مدرسہ

ہائی سکول کے بانی تھے اور مدرسہ امداد الاسلام کے نام سے محلہ نور باوا میں دینی مدرسہ بھی قائم کر رکھا تھا جہاں معروف عالم مولانا حافظ میر محمد میانوالوی تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان نے پڑھائی جس میں شہر کے سرکردہ حضرات کے علاوہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

• جمعیۃ اہلسنّت گوجرانوالہ کے سرکردہ راہنما الحاج بشیر احمد بوہڑ کی اہلیہ محترمہ اور گوجرانوالہ سنّی گارڈز کے راہنما طارق بشیر بوہڑ کی والدہ محترمہ گذشتہ روز مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

• جمعیۃ اہلسنّت کے ہی ایک اور سرگرم راہنما جناب میر ریاض احمد آف میر سٹین لیس سٹیل گوجرانوالہ کے چچا محترم جناب میر عبدالرحیم بھی گذشتہ روز انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں آمین یا الٰہ العالمین۔ (ادارہ)

سرگودھا روڈ کی حالت زار

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے نائب امیر اول مولانا منظور احمد صاحب چینوٹی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ سرگودھا روڈ چینوٹ ضلع جھنگ اڈہ لاریاں سے دریائے چناب تک عرصہ دراز سے انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ جگہ جگہ کئی کئی فٹ گہرے گڑھے پڑ

چکے ہیں اور پوری سڑک تالاب کا منظر پیش کر کے محکمہ ہائی وے کی "بہترین" کارکردگی کی منہ بولتی تصویر بنی ہوئی ہے۔ سڑک پر کیچڑ اور پانی ٹریفک اور پیدل چلنے والوں کے لیے انتہائی تکلیف کا باعث بنا ہوا ہے حالانکہ مذکورہ سڑک پنجاب کے انتہائی اہم کاروباری شہروں فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا، جھنگ، ملتان کو آپس میں ملاتی ہے اور طرہ یہ کہ یہی سڑک پاک آرمی کی سپلائی لائن بھی ہے۔ ٹریفک کے اژدحام کی وجہ سے حادثات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ علاقے کے کاروباری حلقے انتہائی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ مقامی لوگ محکمہ ہائی وے کے ذمہ دار افراد کی خدمت میں کئی مرتبہ درخواست گزار چکے ہیں مگر ہنوز "دلّی دور است" کے مصداق تمام درخواستیں ردی کی ٹوکری کی نذر ہو چکی ہیں۔ اس لیے گورنر پنجاب کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے اور بذات خود محکمہ ہائی وے کی مجرمانہ غفلت بصورت جھیل نما سڑک ملاحظہ فرما کر اس کی مرمت کے فی الفور احکامات صادر فرمائیں تاکہ علاقہ کے لوگ اس عذاب سے نجات حاصل کر سکیں۔

حکومت پاکستان مرزا طاہر احمد کو ملک سے باہر جانے سے روکے

جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی نائب امیر مولانا منظور احمد چینوٹی نے کہا ہے کہ مرزا طاہر احمد اور اس کی جماعت ربوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اسلم قریشی کے اغوا میں ملوث کھلا ثبوت ہے۔ اب پتہ چلا ہے کہ مرزا طاہر احمد ملک سے باہر جانے کی تیاریوں میں ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلم قریشی کے اغوا، سندھ کے واقعات اور ملک کے اردگرد کی صورتحال کو

بقیہ: حضرت قاری محمد طیبؒ — میری نظر میں

اور جماعت دارالعلوم کو شدید فتنہ اور عذاب میں مبتلا کردیا اور خود قاری صاحب کی شخصیت کو اتنا نقصان پہنچایا کہ ان کا کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی نہیں پہنچا سکتا تھا — راقم سطور نے بارہا مختلف مجلسوں اور صحبتوں میں کہا ہے کہ اس فتنہ میں ہم لوگوں میں سب سے زیادہ مظلوم قاری صاحب کی ذات ہے۔ اُن پر ظلم خود ان کے عاقبت نااندیش دوستوں نے کیا، ان سے ایسے اقدامات کرائے جن کی کوئی تاویل و توجیہ بھی نہیں کی جا سکتی اور مجلس شوریٰ کو اپنا فرض ادا کرنے اور دارالعلوم کو بُرے انجام سے بچانے کے لیے بعض ایسے فیصلے کرنے پڑے جو اس کے ارکان کے لیے ناخوشگوار تھے۔

اب سُنا ہے کہ سب سے آخر میں ان لوگوں نے قاری صاحبؒ سے کوئی "وصیت نامہ بھی لکھوایا ہے۔ اس کا جو مضمون معلوم ہُوا ہے اگر واقعی وہی ہے تو یہ اُن پر ان لوگوں کا سب سے بڑا ظلم ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ لوگ قاری صاحب کے نادان دوست ہیں یا دانا دشمن۔ اس سارے معاملہ میں ہم سب کے لیے بڑا سبق ہے۔

اللہ ہر طرح کے شرور و فتن سے خاص کر فتنۂ سوء کے سنگین فتنہ سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اس کی حفاظت کے بغیر ہم میں سے کوئی بھی محفوظ و مامون نہیں۔

بہر حال اب جبکہ قاری صاحبؒ ہماری دنیا میں نہیں رہے اور ہم بھی یقیناً وہیں جانے والے ہیں جہاں وہ پہنچ چکے ہیں تو اب بس یہی عرض کرنا ہے:

انتم لنا سلف ونحن علی اثرکم خلف، یغفر اللہ لنا ولکم وجمعنا وایاکم فی دار السلام ،،

بقیہ: تبصرہ

کی طرف سے شائع کردہ بارہ شبہات بعنوان "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہؓ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب" کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ مؤلف نے زیادہ زور دو باتوں پر دیا ہے:

- یزید یزید اس لشکر میں قطعاً شامل نہ تھا جس کے لیے مغفرت کی حدیث نبوی میں بشارت آئی ہے
- یزید کے تمام مظالم کھول کر بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب لائق مطالعہ ہے۔ معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے، لیکن ہر دو گروہوں سے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ اللہ کے واسطے سردست قوم کو ان الجھنوں میں نہ پھنسائیں۔ قوم سادہ دل اور سادہ لوح ہے۔ قوم ہر اچھی بری تحریر کا فوری اثر قبول کرتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فرائض و احکام تو بھول جاتی ہے اور آپس میں سر پھٹول میں مشغول ہو جاتی ہے۔ کتابت کی طباعت وکتابت لائق دید ہے

ظالم کی سزا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن ظلم کے سبب سے ظالم پر اندھیریاں مسلط ہوں گی۔

حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم کا حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کے نام ایک مکتوب

مکرمی و محترم المقام حضرت العلامہ جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبیداللہ انور صاحب
زید مجدکم و دامت برکاتکم العالیہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جو ۱۶ر اگست کو منعقد ہونے والا ہے کے سلسلہ میں آپ کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ آپ جانتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اب میں کہیں آنے جانے کا نہیں رہا۔ اب بھی دو آدمی اٹھاتے بٹھاتے ہیں۔ بینائی اور نظر کمزور ہوگئی ہے۔ اس لیے حاضری سے معذرت خواہ ہوں۔ آپ کے اور حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم کے جو فیصلے ہوں اور میرے لیے جو حکم ہو اس کی اطاعت میں اپنے لیے سعادت یقین کرتا ہوں۔

تمام اراکین مجلس شوریٰ کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام

عبدالحق عفی عنہ
مہتمم دارالعلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک، پشاور